برگ و گُل
سعدیہ عابد

کہا کہ تم جاب نہیں کرو گی"۔

"میں جاب کروں گی"۔ وہ اس کے اشتعال اور بار بار کراتے لہجے کو ہرگز بھی کسی خاطر میں نہ لائی۔

"تم نے میرے آفس میں قدم بھی رکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا' سمجھیں تم"۔ انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

"ٹھیک ہے' وہ آفس آپ کا ہے میرا تو جیسے کچھ ہے ہی نہیں' تو میں آفس نہیں آؤں گی' بٹ جاب تو میں پھر بھی کروں گی"۔

"تمہیں نوکری دے گا کون؟ تمہاری تعلیم کتنی ہے محض بی کام' آج کل بڑے بڑے ایجوکیٹڈ لڑکے لڑکیاں خوار ہوتے پھر رہے ہیں' تمہیں جاب ملے گی محض بی کام کی ڈگری کے ساتھ"۔ رضا نے بہت طنز سے اس کے خوبصورت چہرے پر استہزائیہ نگاہیں ڈالیں۔

"مجھے جاب ملے یا نہیں اس سے آپ کا کوئی کنسرن نہیں ہے اور میں آپ کو محض ایک ہفتہ میں جاب حاصل کر کے دکھاؤں گی"۔

"یہ تمہاری خام خیالی و خوش فہمی ہی ہو سکتی ہے"۔

"اب آپ جو بھی سمجھیں اور یہ میرا آپ سے وعدہ رہا کہ 8 دنوں میں مجھے جاب نہ ملی تو میں آئندہ یہ بات منہ سے بھی نہیں نکالوں گی"۔ وہ اس کے غصہ سے سرخ پڑتے چہرے کو چیلنجنگ انداز میں کہتی جس طرح آئی تھی ویسے ہی چلی گئی اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

محمد رضا خان اپنے پیرنٹس کا اکلوتا بیٹا ہے' مدر مکمل گھریلو خاتون ہیں جبکہ فادر کی ڈیتھ 3 سال قبل ہوگئی تھی جس کے بعد خان انٹرپرائز کی دیکھ بھال کی ساری ذمہ داری رضا خان نے سنبھال لی۔ عنادل خان' رضا کے چچا کی اکلوتی بیٹی ہے فادر کی ڈیتھ جب وہ گیارہ برس کی تھی تب ہی ہوگئی تھی' اس لحاظ سے گھر میں عنادل کی مدر' رضا کی مدر اور خود وہ دو لوگ ہی ہوتے ہیں' عنادل ایک زندہ دل' خوش مزاج' شرارتی' شوخ لڑکی ہے' اس کے برعکس رضا ایک سنجیدہ اور کسی حد تک آدم بیزار سا شخص ہے' وقت سے پہلے پڑنے والی ذمہ داریوں نے اس کے اندر سے نرمی نکال کر غصہ بھر ہی تو دیا ہے' عنایہ خان جلد سے جلد بیٹی کی شادی کر دینا چاہتی ہیں جبکہ عنادل کے دماغ میں نہ جانے کہاں سے آفس جوائن کرنے کا خناس سما گیا' اس نے ماں اور تائی کو تو جیسے تیسے راضی کر لیا مگر جب اصل بندے تک بات پہنچی اس نے سختی سے منع کر دیا' عنادل سے وہ پورے 10 برس بڑا ہے اور وہ ہمیشہ سے اس کی بارعب شخصیت کے آگے دب کر خوفزدہ سی رہی' مگر اس معاملے میں نہ جانے اس کے دل میں کیا سما چکی تھی کہ اس نے اپنے فیصلے سے ایک انچ ہٹنے کا نام نہ لیا اور رضا خان سے اتنی بدتمیزی کی' وہ غصہ کے عالم میں اس روم سے نکلا۔

"چچی جان! میری بات تو عنادل کی سمجھ میں نہیں آئی' آپ اسے اپنے لفظوں میں سمجھا دیں کہ جب میں اسے اپنا آفس جوائن کرنے کی اجازت نہیں دے رہا تو باہر کام کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا"۔ وہ دونوں دیورانی جٹھانی رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں' رضا نے حتی المقدور نرم لہجے میں بات کی تھی کہ وہ بڑوں سے غصہ کی حالت میں بھی بدتمیزی نہیں کرتا تھا۔

"میں نے آپ سے اجازت مانگی بھی نہیں ہے' میں اپنے فیصلے خود کر سکتی ہوں"۔ اس کو دیکھ رضا نے لب بھینچ لئے۔

"عنادل! یہ تم کس طرح بات کر رہی ہو؟" عنایہ نے اسے ٹوکا۔

"میں نے کوئی غلط بات نہیں کہی"۔ اسے اپنے لہجے و انداز کی بدتمیزی کا اندازہ ہی نہیں تھا۔

"اور تم نے اگر اس ارادے سے گھر سے قدم بھی نکالا......"

"تو آپ سے برا کوئی نہیں ہوگا' آپ سے برا ویسے بھی کوئی نہیں ہے' آپ چاہیں میری ٹانگیں توڑیں یا مجھے جان سے ماریں میں فیصلہ نہیں بدلوں گی"۔ وہ اس کی بات کے درمیان نہایت استہزائیہ لہجے میں کہنے لگی۔

"تم فیصلے لینے والی ہوتی کون ہو؟ چپ کر کے اپنے کمرے میں جاؤ' بڑے ہوتے ہوئے تمہیں فیصلے لینے کی ضرورت نہیں ہے"۔ شائزہ خان نہایت غصہ سے بولیں۔

"تائی امی......!"

"اپنے کمرے میں جاؤ' اور آئندہ یہ ذکر بھی نہیں نکالو گی تم! سمجھیں"۔

"میں جانتی ہوں آپ ان کی وجہ سے کہہ رہی ہیں' آپ کو یا امی کو اعتراض ہوتا تو پہلے کہتیں"۔ اس نے لب بھینچ کر رضا کو گھورا۔

"کسی بھی وجہ سے کہہ رہے ہوں یہ بات تمہارے لئے معنی رکھنی چاہئے اور اب بدتمیزی کی تو میں بہت بری طرح سے پیش آؤں گی"۔ شائزہ اس وقت درحقیقت شدید غصہ کی لپیٹ میں تھیں۔

"آپ دونوں کو میرے ساتھ جیسا سلوک کرنا ہے شوق سے کریں' مگر اب میں جاب ضرور کروں گی"۔

"چٹاخ......" رضا خان کی ہمت جواب دے گئی تھی' اس نے اس سے بدتمیزی کی وہ برداشت کر گیا مگر ماں سے اس کا زبان چلانا برداشت نہیں کر سکا' جبکہ وہ دونوں بھی انگشت بدنداں رہ گئیں کہ رضا سے ایسی امید نہیں تھی کہ وہ عنادل پر ہاتھ اٹھا لے گا۔

"آپ لوگ میرے ساتھ اس طرح کریں گے' تب بھی میں فیصلہ نہیں بدلوں گی' مجھے جاب کرنی ہے تو بس کرنی ہے"۔ وہ گال پر ہاتھ رکھے برستی آنکھوں سے تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں سے نکلی۔

"رضا! تمہیں عنادل پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے تھا"۔

"تو کیا کرتا...... اس کی بدتمیزیاں برداشت کرتا رہتا' اور آپ دونوں نے اس کے فیصلے پر سر جھکانے سے قبل مجھ سے کیوں ذکر نہیں کیا؟ مگر وہ کتنے ہی واویلے کر لے میں اس کو اجازت کسی قیمت پر نہیں دوں گا"۔ وہ تن فن کرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا' مگر اس نے زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ضد باندھ کر اٹل فیصلہ لیا تھا' جس سے وہ ایک انچ ہٹنے کو تیار نہ ہوئی' دو دن سے اس نے نہ کسی سے بات کی اور نہ ہی کچھ کھایا' نتیجتاً وہ ہاسپٹل جا پہنچی' طبیعت ٹھیک نہ ہونے پر بھی وہ اپنی ضد پر ہی قائم رہی اور اس کی خاطر شائزہ خان نے بیٹے کو ضد چھوڑ دینے کو کہا اور وہ ضد کب کر رہا تھا' وہ تو اس کی بھلائی سوچے ہوئے تھا کہ وہ جس طرح موڈی اور مشکل کام سے بھاگنے والی ہے' نائن ٹو فائیو کی جاب کرنا اس کے بس کا روگ ہی نہیں ہے مگر اس وقت اچھائی و برائی سوچنے کا وقت ہی نہ تھا اور جیسے ہی اس کی طبیعت ٹھیک ہوئی تھی وہ جاب کی تلاش میں نکل پڑی' رضا خان نے کہا بھی تھا کہ وہ آفس جوائن کرے' مگر وہ نہیں مانی' تو اس نے بھی سوچ لیا کہ ایک ہفتہ میں کون سی اسے جاب مل جانی ہے مگر حیرت انگیز طور پر اسے فرسٹ انٹرویو میں ہی جاب مل گئی اور وہ اس وقت بڑے تفاخر سے اس کے سامنے اپائنٹمنٹ لیٹر کے ساتھ موجود تھی جبکہ وہ متحیر کہ وہ اتنے بڑے آفس کو سنبھال رہا ہے' وہ اگر اس کے آفس میں جاب کے لئے محض بی کام کی ڈگری کے ساتھ کسی قسم کی پروفیشنل ٹیکنیکل ایجوکیشن کے بغیر آتی تو اس نے منہ پر صاف انکار کر دینا تھا اور کہاں اسے پرسنل سیکرٹری کی جاب اتنی آسانی سے مل گئی' اس نے کمپنی کا نام پڑھا ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی تھی اس کے جاتے ہی اس نے ساری انفارمیشن فون کے ذریعے کسی سے معلوم کر لی اور تھوڑی ہی دیر بعد ملازمہ کے ذریعے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا۔

"تم اس جگہ جاب نہیں کرو گی' اس کمپنی کی ساکھ کچھ اچھی نہیں ہے"۔ اس نے بلاتوقف کہا۔

"آئی ڈونٹ بیلیو اٹ... مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ یوں ایسے ہتھکنڈوں پر اتر آئیں گے"۔

"شٹ اپ... اب اجازت کیسے بھی دے دی تو دے دی"۔

"آپ نے تو یہ سوچا تھا کہ مجھے جاب نہیں ملے گی نا۔ مجھے فرسٹ انٹرویو میں اتنی بہترین جاب ملی اور میری خوشی آپ سے کہاں برداشت ہوتی ہے"۔ وہ استہزائیہ ہنسی۔

"عنادل! بدگمانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور میں تمہارا دشمن نہیں ہوں اور تم کو یہ لگتا ہے کہ تمہیں جاب تمہاری ایجوکیشن یا پروفیشنل خصوصیات کو دیکھ کر ملی ہے تو تم جانتی ہو کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں بلکہ......"

"آپ نے ٹھیک کہا کہ مجھ میں پروفیشنل کوالیٹیز نہیں ہیں مگر کب تک جاب کروں گی تو آ جائیں گی اور بی کام اتنا بہت زیادہ تعلیم نہیں ہے مگر اتنی بھی کم نہیں ہے کہ آپ اس طرح سے کہیں"۔ اس کی کنپٹیاں سلگنے لگیں اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"طریقے سے کی گئی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ جس کمپنی میں تمہیں جاب ملی ہے اس کی ریپوٹیشن اچھی نہیں ہے یہ ایک کرپٹ کمپنی ہے جنہیں یہاں صرف تمہاری خوبصورتی کو دیکھ کر جاب دی گئی ہے"۔ وہ آرام سے سمجھا رہا تھا اپنی عادت کے برخلاف مگر وہ سن کب رہی تھی اور اس نے صاف کہہ دیا اور اس کی تو پوری ہی آنکھیں کھل گئیں وہ کتنی متحیر تھی۔

"مجھے اندازہ ہی نہیں تھا رضا! کہ آپ اس حد تک بھی گر سکتے ہیں! مجھے جاب کرنے سے روکنے کے لئے آپ نا صرف ان کی کمپنی کو بدنام کر رہے ہیں دوسری طرف مجھے بھی مشکوک بنا رہے ہیں"۔ وہ کتنی بے یقین تھی۔

"اب تو اندازہ ہو گیا نا تو بس وہاں جانے کا سوچنا بھی مت"۔ اس کو غصہ تو بہت آیا جسے بمشکل کنٹرول کیا۔

"آپ کی ہر کوشش بے کار جائے گی میں ان کی کمپنی کے ساتھ ون ایئر کا کنٹریکٹ کر چکی ہوں اور کل سے آفس جوائن کر رہی ہوں"۔ اسے لگا تھا کہ عنادل کی بات اس کے قدموں تلے سے زمین کھینچ گئی ہو۔

"واٹ..... تمہارا دماغ خراب ہو گیا تھا عنادل! جو یوں بے سوچے سمجھے کنٹریکٹ سائن بھی کر آئیں"۔ وہ بری طرح دھاڑا۔

"مجھے کیا پتہ کہ کیا دیکھنا ہوتا ہے..... انہوں نے مجھے جوائننگ لیٹر دیا اور کہا کہ ان پیپرز پر سائن کر دو تو کر دیئے"۔ وہ اس کے بری طرح اشتعال میں آ کر چیخنے اور خونخوار نگاہوں سے گھورنے پر ڈر سی گئی اور سہمے سہمے لہجے میں بولی۔

"انہوں نے کسی قسم کی شرط رکھی ہے یا نہیں؟ پیپرز سائن کرتے ہوئے پڑھا تھا یا جاب مل جانے کے نشے میں دستخط جو وہ کہتے گئے تم کرتی چلی گئیں"۔

"میں نے پیپرز نہیں پڑھے تھے"۔ وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

"تراخ..... جاہل لڑکی! اتنا بھی سینس نہیں ہے کہ کوئی بھی پیپر بغیر پڑھے سائن نہیں کرتے"۔ وہ کنٹرول کھو گیا اور وہ بری طرح سہم چکی تھی دروازہ کھلے ہونے کی وجہ سے رضا کی چیختی چنگھاڑتی آواز صاف باہر جا رہی تھی اور وہ دونوں ہانپتی کانپتی سیڑھیاں چڑھ کر رضا کے روم تک آ گئیں۔

"رضا! یہ کون سا طریقہ ہے عنادل سے بات کرنے ...."

"امی! یہ اس سے زیادہ برا رویہ ڈیزرو کرتی ہے جی تو چاہ رہا ہے اسے جان سے مار دوں"۔

"ہاں..... پھر تو مارنے ہی لگے ہیں جان سے بھی مار دیں تاکہ جان ...."

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ..... ایک لفظ کہا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا"۔ وہ اتنی بری طرح سے دھاڑا کہ وہ سہم کر نزدیک کھڑی تائی سے لپٹ گئی۔

"رضا! کچھ بتاؤ بھی تو سہی بیٹا اب اس نے ایسا کیا کر دیا ہے"۔ عنائیہ خان نے وقفے سے بیچ میں مداخلت کی۔

"یہ پوچھیں کیا نہیں کیا ہے؟" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عنادل کا خون کر دے۔

"کچھ بتاؤ بھی تو سہی....." انہوں نے خود سے لپٹی لرزتی ہوئی عنادل کے گرد حصار کھینچتے ہوئے بیٹے سے کہا تھا۔

"اپنی لاڈلی سے پوچھیں کہ یہ کیا کارنامہ انجام دے آئی ہے"۔

"تائی امی! میں نے کچھ نہیں کیا ہے یہ مجھ سے جلتے ہیں انہیں یہ بات ہضم ہی نہیں ہو رہی کہ مجھے پہلی ہی دفعہ میں اتنی بہترین جاب مل گئی ہے"۔ وہ سوں سوں کرتی بولنے لگی۔

"بہترین جاب..... دلدل میں پھنس گئی ہو"۔ وہ چیخا۔

"کیا انٹ شنٹ بولے جا رہے ہو؟ صاف بات کیوں نہیں کرتے"۔ شائزہ خان بگڑی تھیں۔

"آپ کی لاڈلی جس کمپنی میں جاب پورے ایک سال کرنے کا کنٹریکٹ سائن کر کے آئی ہیں وہ کمپنی ٹریپ ہے معصوم لڑکیوں کو جال میں پھنسا کر انہیں استعمال کرنا ان کا وطیرہ ہے"۔ اس کے انکشاف پر وہ تینوں ہی ساکت رہ گئیں۔

"عنادل کو وہاں جاب کیوں ملی اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتی ہیں! وہ خوبصورت لڑکیوں کو کبھی ایسے ہی جانے نہیں دیتے پہلی ہی ملاقات میں جال بچھا دیتے ہیں اور یہ ان کے جال میں بری طرح پھنس چکی ہے اس جاہل لڑکی نے کنٹریکٹ پیپرز پڑھے تک نہیں کہ اب انہوں نے کس ٹائپ کی شرطیں رکھی ہیں نہیں پتہ؟" اس کا غصہ ختم ہونے کو نہیں آ رہا تھا ساری تفصیل تو ان تینوں کو ہی ہذیانی کیفیت سے دوچار کر گئی۔

"آ..... آ..... اب..... اب کیا ہو گا؟" عنائیہ خان کے منہ سے سرسراتے ہوئے یہ چند لفظ بمشکل نکلے۔

"میں خود کچھ سمجھ نہیں پا رہا کیونکہ مجھے اندازہ نہیں ہے کہ وہ کن شرطوں پر کنٹریکٹ کرتے ہیں اور وہ یہ سب بھی اتنی رازداری سے کرتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں جانتا' وہ تو میرا دوست وقاص پولیس میں ہے وہ اس دن اس کمپنی کا ذکر برے لفظوں میں کر رہا تھا اسلئے میں نے نام پڑھتے ہی وقاص سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے یہ سب بتایا ورنہ تو میرے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی"۔ ان دونوں کی پریشان صورتیں دیکھ وہ قدرے دھیما پڑ گیا۔

"عنادل وہاں نہیں جائے گی تو بات ہی ختم....."

"ایسے بات ختم نہیں ہوتی' بٹ آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں کچھ نہ کچھ کر لوں گا' آپ لوگ بس اپنی لاڈلی کو ہی روک لیں گی تو اس کے حق میں نہیں پورے خاندان کے حق میں بھی اچھا ہو گا"۔ اس نے پہلی بات جتنی نرمی سے کی تھی بات کا اختتام اتنے ہی طنز سے کیا تھا کہ ماں کے ساتھ چپکی سسکتی ہوئی عنادل پر جو نگاہ ٹھہر گئی تھی اور اس پر تو اتنا شدید غصہ تھا کہ لفظوں میں تو وہ باہر نکال نہیں سکتا تھا اس نے ان کے جاتے ہی دوبارہ وقاص سے رابطہ کیا اور اس کے کہے کے مطابق کہ اسے بھی یہی مناسب لگا تھا کہ عنادل وہاں نہ جائے اور ان کے رابطہ کرنے کا وہ انتظار کریں تاکہ جب وہ خود سے رابطہ کریں گے تو شرائط بھی خود ہی پتہ چل جائیں گی جب کہ وہ ان دونوں سے تو شرمندہ تھی ہی رضا سے تو نظر ملانے کی بھی ہمت نہیں تھی اس لئے وہ دو دن سے اپنے کمرے میں ہی تھی کھانا بھی کمرے میں ہی زہر مار کر لیا تھا ڈائننگ ہال میں آنے کی ہمت نہیں تھی' تیسرے دن وہاں سے کال آ گئی بیل بج رہی تھی نیا نمبر دیکھ کر ہی اس نے ملازمہ کو فون اٹھانے کو کہا تھا اور اس کا شک صحیح نکلا تھا' اس نے ملازمہ کو عنادل کو بلانے بھیجا اور خود اپنے کمرے میں پہنچ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"مس عنادل! آپ کنٹریکٹ سائن کر کے کہاں فرار ہو گئیں"۔ اس کے ہیلو عنادل خان اسپیکنگ کہتے ہی مردانہ آواز ابھری اس کی بہت ڈر کے مارے جواب دینے کی ہمت نہ تھی۔ نمان نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دے کر اعتماد سے بات کرنے کو کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے سر! بس میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی"۔ اس نے سہارا پاتے ہی کہنا شروع کیا۔

"او..... ویری سیڈ..... بٹ کب تک جوائن کرنے کا ارادہ ہے؟"

"جی..... ون ویک" اسے رضا خان پہلے ہی جواب کہنا تھا وہ بتا چکا تھا اس لئے وہ وہی سب کہہ رہی تھی جو رضا نے کہنے کو کہا تھا۔

"اوکے مس عنادل! ہماری کمپنی آپ کی منتظر رہے گی اور ہمیں یقین ہے کہ آپ ہماری کمپنی کا سب سے خوبصورت آئی مین اہم حصہ بن جائیں گی ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ مس عنادل؟" رضا کی کنپٹیاں سلگنے لگی تھیں۔

"جی..... بٹ آپ سے ایک بات پوچھوں.....؟"

"ایک کیوں! مس عنادل! ہزار باتیں پوچھیں....." اس نے کبھی اس طرح کسی غیر مرد سے بات نہیں کی تھی، ریسیور اس کے ہاتھ میں لرز کر رہ گیا۔

"ہیلو..... مس عنادل! آپ سن رہی ہیں ہیلو....." اس کی خاموشی طویل ہوئی تو رضا خان کو بھی تشویش ہونے لگی۔

"جی سر!"

"اوشٹ سمجھا لائن کٹ گئی ہے"۔ وہ ہنسا تھا۔

"سر! میں اگر آفس جوائن نہ کرنا چاہوں تو..... ویسے میرا ارادہ نہیں ہے بٹ ویسے ہی....."

"مس عنادل! ارادہ نہیں ہے تو بتایئے گا بھی مت کر اس طرح آپ کرائسس میں آ جائیں گی"۔ نہایت سختی سے باور کرایا گیا تھا اور وہ الرٹ ہو گیا تھا۔

"میں سمجھی نہیں سر.....؟"

"آپ خوبصورت ہیں مگر آپ ذہین نہیں ہیں، چلیں جانے دیتے ہیں اور آپ نے پوچھا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ آپ نے ہماری کمپنی سے ایک سال کا کنٹریکٹ سائن کیا ہے، جس کی رو سے ہم جو جیسے چاہیں گے آپ بس وہی کریں گی انکار کا کوئی حق آپ کو حاصل ہی نہیں ہے"۔

"اور میں اگر پھر بھی انکار کر دوں تو؟"

"ایری کیبل 2 کروڑ روپے آپ کو دینے ہوں گے"۔

"واٹ....."

"آپ نے شاید کنٹریکٹ سائن کرنے سے قبل پڑھا نہیں تھا اس لئے حیران ہو رہی ہیں مزید بتا دوں کہ آپ نے ایک بلینک پیپر بھی سائن کیا ہے اور اس میں اب ہم کچھ بھی لکھ سکتے ہیں اور ایک لڑکی جو گھر سے نوکری کرنے نکلی ہے اس کے پاس پیسے ہی کی کمی ہوگی اور ایسی لڑکی 2 کروڑ روپے دے تو نہیں سکتی اس لئے آپ اب بہانے سائیڈ پر رکھ کر کل ہی چلی آئیں ورنہ پرسوں ہم پولیس کے ساتھ آپ کی عزت افزائی کرنے آئیں گے اب فیصلہ آپ پر چھوڑا کہ جیل کی کال کوٹھری یا خوبصورت رنگین زندگی..... جہاں آپ کی اور ہماری اور بلکہ ہمارے جیسے عورتوں کے شوقین مردوں کے دن اور رات رنگین۔"

"شٹ اپ یو باسٹرڈ..... ایک لفظ مزید بولا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ وہ اپنی اوقات پر آ گیا تھا اور وہ تو بری طرح لرزنے لگی تھی کہ کچھ کہہ سکے پانی اس کی جگہ رضا خان بولا نہیں دھاڑا تھا۔

"تم کون بول....." عنادل کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا تھا۔

"نمان انٹرپرائز کا مالک رضا خان اور تم نے جتنی بکواس کر لی تھی کر لی میری بیوی کے متعلق ایک لفظ بھی کہا تو جان سے مار دوں گا 2 کروڑ چاہئے نہ کل میرے آفس آ جانا پیسے لے کر کنٹریکٹ پیپر مجھے دے جانا لیکن آئندہ اس نمبر پر فون کر کے بکواس کی تو وہ حشر کروں گا کہ سات نسلیں بولنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائیں گی"۔ اس نے فون دیوار پر دے مارا تھا۔

☆

"رضا صاحب! بیگم صاحبہ نے آپ کو نیچے بلایا ہے"۔

"امی سے کہہ دو میں ابھی کچھ مصروف ہوں"۔ وہ اتنی زیادہ اشتعال انگیز طبیعت کے ساتھ ماں کے سامنے نہیں جانا چاہ رہا تھا۔

"وہ صاحب....."

"کہا نہ جاؤ یہاں سے"۔ ملازمہ کو کچھ بولتے دیکھ وہ اس پر بری طرح بگڑا۔

"عنادل بی بی بے ہوش ہو گئی ہیں اس لئے بیگم....."

"واٹ....." ادھوری بات کے درمیان چلا یا اور وہ دو چار چار سیڑھیاں اترتا لاؤنج تک پہنچا۔

"امی! کیا ہوا ہے عنادل کو.....؟" وہ ہوش میں لانے کی تدبیر کر رہی تھیں کہ وہ فکر مند سا ان کے قریب آ گیا، عنایہ نے بچی کی رخسار تھپتھپائی پانی کے چھینٹے مارے اور اس نے آنکھیں کھولیں اور ماں کے سینے سے لگی بلک اٹھی۔

"امی! مجھے وہ جاب نہیں کرنی، کبھی نہیں کرنی، مجھے بچا لیں وہ بہت برے لوگ ہیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔ اس کا بلکنا ان تینوں پر ہی گراں گزر رہا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے کسی کو بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں سب کچھ ہینڈل کر لوں گا"۔ اس نے آواز پر بھیگی پلکیں اٹھائیں اور وہ جلدی سے وہاں سے پلٹ گیا روم میں آ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا کہ سیل بجنے لگا وقاص کالنگ دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی اور اسے ساری بات بتائی۔

"میں دو کروڑ دے کر ان کا منہ بند کر دوں گا"۔ اس نے عزم بتایا۔

"رضا! دماغ خراب ہو گیا ہے یہ رقم ہرگز بھی معمولی نہیں ہے"۔

"میری عزت میرے وقار کے آگے تو معمولی ہی ہے یا نہیں"۔

"بات پیسے کی نہیں ہے رضا! تو نے خود کہا کہ انہوں نے عنادل سے بلینک پیپر سائن کروایا ہے اب اس پر وہ کیا لکھ لیں ہمیں اس کا اندازہ تک نہیں ہے اس لئے ہمیں ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوگا اور تو یہ بتا تو نے باتیں ریکارڈ کر لیں؟"

"ہاں..... مگر وہ ہرگز بھی ایسی نہیں ہیں کہ میں ان کے ذریعے اس مسئلے سے چھٹکارا پانے کی کوشش کروں"۔

"کیا مطلب..... اس شخص نے دھمکی جو دی کیا وہ ریکارڈ نہیں ہوا.....؟"

"ہو گیا ہے اور وہ ایسا ہے کہ ہم اس مسئلے سے با آسانی چھٹکارا پا لیں"۔

"تو ٹھیک ہے میں تیرے گھر آ رہا ہوں تو وہ ریکارڈ گفتگو مجھے دے دینا باقی میں ہینڈل کر لوں گا"۔

"نہیں وقاص! اس شخص نے ساتھ ہی بہت ہی بے ہودہ گفتگو کی ہے اور میں نہیں چاہوں گا کہ وہ منظر عام پر آئیں اس لئے میں نے اسے اپنے آفس بلایا ہے میں اسے رقم دے دوں گا اور جو ہو گا وہ بھی دیکھا جائے گا' ہاں اگر تو نے ان کرپٹ لوگوں کو حوالات میں بند کرنا ہے تو کل آفس آ جانا' ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ہو کہ تو ان کے پورے گینگ کو حراست میں لے سکے' بٹ تو اس گفتگو کو بھول جا اسے میں ویسٹ کر رہا ہوں"۔ وقاص خاموش ہو گیا کہ اسے بچپن سے جانتا ہے کہ وہ ان معاملات میں کس قدر سخت ہے۔

☆

"تم ...... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"مجھے تو کل فون پر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ رضا خان تم ہی ہو گے' انداز و تیور کے ساتھ آواز بھی جانی پہچانی جو لگ رہی تھی"۔ شاہد نعمانی بہت بدلے لہجے میں کہتا چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا' شاہد رضا کا کلاس فیلو تھا' کالج کے زمانے سے لیکن دونوں کی کبھی نہیں بنی تھی' شاہد کی چھچھوری حرکتیں' فضول میں اسٹوڈنٹ سے پنگا لینے کی عادت اور جھگڑالو طبیعت کی وجہ سے دونوں میں ہر وقت ٹھنی ہی رہتی تھی اور یونیورسٹی میں جا کر تو شاہد کے رنگ مزید بدل گئے ہر دوسرے دن ایک نئی لڑکی کے ساتھ' لوگوں کو تنگ کرنا' ایک دفعہ تو شاہد کی رضا نے خوب ٹھکائی کر دی تھی اور تقریباً 8 برس بعد وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔

"اوہ ...... تو نے زندگی میں پہلے کبھی ڈھنگ کا کام کیا تھا جو بزنس اچھا شروع کرتے' تم جیسے گھٹیا نفس پرست انسان سے ایسے ہی کسی کاروبار کی امید کی جا سکتی تھی"۔ رضا نے نہایت طنز سے کہا تھا جبکہ وہ ہنستا چلا گیا۔

"میں نے کوئی ڈھنگ کا کام کیا ہو یا نہیں' مگر ہاتھ اب جو مارا ہے نا ایکدم درست جگہ' مگر تم کل فون پر کہہ رہے تھے تمہاری بیوی ہے مگر جہاں تک میرے علم میں ہے تمہاری شادی نہیں ہوئی ہے"۔ وہ ایسے بول رہا تھا جیسے بہت سالوں بعد گہرے دوست ملے ہوں اور بے تکلفی سے بات چیت کر رہے ہوں۔

"تمہیں اس سب سے مطلب نہیں ہونا چاہئے اس لئے جس مقصد سے آئے ہو صرف اسی پر بات کرو"۔

"مطلب تو ہے جبھی پوچھ رہا ہوں ویسے وہ لڑکی ہے غضب کی ......"

"شٹ اپ شاہد! بکواس کی تو جان سے مار دوں گا"۔ کرسی چھوڑ کر اس کی طرف لپکا۔

"کول ڈاؤن رضا! ویسے بھی مجھے اس وقت غصہ نہ ہی دلاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ میرے پاس ایک سائن شدہ بلینک چیک ہے' جس پر کچھ بھی لکھ سکتا ہوں"۔ اس لئے باقی بعد میں پہلے میرے سوال کا جواب کہ وہ بیوی نہیں ہے تو جھوٹ کیوں کہا ......؟" اس نے بھی سوچ لیا تھا ماضی کے سارے حساب آج ہی بے باک کر کے جائے گا۔

"تم جانتے ہو جھوٹ کہنا میری عادت ہے نہ فطرت ..... یہ گناہ دوسرے گناہوں کی طرح تمہیں ہی مبارک' وہ میری منکوحہ ہے جب وہ گیارہ اور میں 22 برس کا تھا جب چچا جان کی خواہش پر ان کی موت سے قبل ہمارا نکاح ہوا تھا"۔

"تھینک گاڈ ...... میں تو ڈر ہی گیا تھا' مجھے تو اتنا تو جانتا ہی ہو گا کہ میں سیکنڈ ہینڈ چیزیں پسند نہیں کرتا ..... اور تجھے بھی جانتا ہوں کہ تو پارسا ٹائپ ہے نہ تو' تو ایک رشتہ کے ہوتے ہوئے بھی اس کی طرف نہیں بڑھا ہو گا' بس اب اس کے ساتھ وقت گزارنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"۔ وہ کہتے ہیں نہ کہ آپ کو دو لوگ اچھے سے جانتے ہیں ایک آپ کا دوست دوسرا دشمن اور اس نے اس کے متعلق صحیح ہی کہا تھا' جبکہ اس کی بات مکمل ہونے تک اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا' اس نے گریبان سے پکڑا اور کتنے ہی تھپڑ اس کے منہ پر مار دیئے' یکدم وہ اس کے ہاتھ جکڑ گیا' اور اسے پیچھے کی طرف دھکیل کر کرسی سے اٹھا۔

"رضا! مجھے اس سب کے لئے مجبور مت کرو"۔ اس نے ریوالور نکال کر اس پر تان لی۔

"مرنے سے ڈرتا نہیں ہوں میں' بات تمیز سے کرنی ہے تو ٹھیک ورنہ یہاں سے جا سکتے ہو اب میں تم سے وکیل کے ذریعے ہی ملوں گا"۔

"شوق سے مگر میں جانے سے قبل تم کو کچھ دکھانا چاہوں گا"۔ وہ بریف کیس جو ساتھ لایا تھا اس میں سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا' وہ کچھ تصویریں تھیں اس کے اشتعال میں اضافہ ہونے لگا۔

"یہ تصویریں صرف تمہاری کمینگی کا ثبوت ہیں"۔

"یس آف کورس ....." اس نے بلا جھجک تسلیم کر لیا اور اس کے یہ پوچھنے پر کہ اس کے پاس عنادل کی تصویریں کیسے آئیں اس نے بتایا کہ اس کے آفس میں کیمرے لگے ہیں جب کوئی بھی نئی لڑکی آتی ہے تو وہ اس کی تصاویر کیپچر کر لیتے ہیں اور جو بہت خوبصورت ہو تو وہ اس کو فوراً ہی اپائنٹمنٹ لیٹر دے کر کنٹریکٹ سائن کروا لیتے ہیں اور جب لڑکی ان کی خواہشات پوری کرنے سے انکاری ہوتی ہے تو وہ انہی تصاویر کو اپنے طریقے سے بنا کر اسے بلیک میل کرتے ہیں اور یہی سب انہوں نے عنادل کے ساتھ بھی کرنا چاہا' اس نے یہی کہا تھا کہ اس کے فادر کی ڈیتھ ہو گئی ہے اور بھائی کوئی ہے نہیں اور لڑکی جتنی مجبور ہوتی ہے اتنا ہی ان کے لئے سود مند ہوتا ہے' وہ دو کروڑ کی رقم بھی اس لئے طلب کرتے ہیں کہ اتنی بڑی رقم کوئی دے نہیں پاتی اور ان کے جھانسے میں آ جاتی ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ گیا۔

"میں تمہیں دو کروڑ دینے کو تیار ہوں"۔

"لیکن مجھے پیسے نہیں چاہئیں' بات اب صرف اس لڑکی کی نہیں تم سے بدلے پورے کرنے کی بھی ہے اس لئے اب ہو گا وہی جو میں چاہتا ہوں"۔ پیپر ویٹ گھماتے ہوئے بڑے سکون سے کہا۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو' ابھی تو تمہیں اتنا پیسہ مل رہا ہے بات کورٹ کچہری تک جائے گی تو اس کنٹریکٹ کی اصلیت سامنے آ جائے گی اور تم مجھے یقین ہے کہ خسارے کا سودا نہیں کرنا چاہو گے"۔

"شاہد نعمانی نے کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کیا' اور مجھے پتہ ہے کہ تم مر تو سکتے ہو اس قصہ کو کورٹ کچہری تک نہیں لے جا سکتے' اس کے باوجود کہ تم اس کنٹریکٹ ان تصاویر کو جھوٹا ثابت کر سکتے ہو' مگر اس سب کے درمیان جو کیچڑ میرا وکیل تم پر اور تمہاری بیوی اور خاندان کی عزت پر ڈالے گا وہ تمہارے جیسے عزت دار شخص کے لئے ڈوب مرنے کے مقابلے میں مشکل و اذیت ناک ہی ہو گا"۔ وہ مٹھی بھری ریت کی مانند ڈھے سا گیا کہ وہ جو کہہ رہا تھا ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔

"تم کیوں کر رہے ہو یہ سب آخر چاہتے کیا ہو؟" شاہد نے اس کے شکست خوردہ سے چہرے کو دیکھا اور ہنستا چلا گیا۔

"میں بہت برا تھا رضا! بہت برا' مگر ایک لڑکی کی چاہت نے مجھے بدل دیا ہے' مگر تم نے اس لڑکی کو میرے ماضی کی ہر بھیانک غلطی اسے بتا دی اور وہ مجھے نفرت سے دھتکار گئی اور اس کے بعد میں پہلے سے زیادہ برا بن گیا' پہلے عورتوں سے محض دوستی تھی' اب کتنی ہی عورتیں میری زندگی کو رنگین بنانے کا ذریعہ ہیں صرف تمہاری وجہ سے میں اتنا گر گیا' بری طرح دلدل میں پور پور ڈوب گیا' میری انا مر گئی صرف تمہاری وجہ سے' اور اس دن ہی میں نے سوچ لیا تھا کہ میں تم سے اپنی محبت کی موت کا بدلہ ضرور لوں گا اور آج مجھے موقع ملا ہے' اس لڑکی سے مجھے کچھ لینا دینا نہیں ہے' وہ میرے لئے ان ہزاروں لڑکیوں کی ہی طرح تھی جن کو میں نے شریف یا کھلاڑ لڑکیوں سے کال گرل بنایا مگر وہ لڑکی عنادل خان کو میں اس حد تک نہیں لے جاؤں گا' ہاں لیکن میرا انتقام پورا جب ہی ہو گا جب تو اسی دور سے گزرے گا جس سے میں بھی گزرا تھا اور اس کے لئے تیری عزت کا جنازہ تو نکالنا ہی پڑے گا"۔ شاہد کا لہجہ جذبوں سے عاری تھا' یونیورسٹی

کے آخری سال امینہ نامی لڑکی ان کے ڈپارٹمنٹ میں سیکنڈ ایئر میں مائیگریٹ ہو کر آئی تھی جس سے شاہد کو محبت ہوگئی تھی بھی اس میں انٹرسٹڈ تھی امینہ کوئی اور نہیں وقاص کی پھپھو کی بیٹی تھی پھر ایک بار جب امینہ کو شاہد کے ساتھ دیکھا تو اس نے امینہ کو اس کی سچائی بتادی وقاص ان دنوں جدا نہیں ہو جانے کی بجائے لیے پر تھا امینہ جو بڑھ رہا میں ہی اس کی محبت میں آگے بڑھ گئی تھی ٹوٹ پھوٹ کر جذباتی شکست و ریخت کا شکار ہوگئی دونوں میں خوب جھگڑا ہوا شاہد نے اپنی محبت کا یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر امینہ نے اس سے لاتعلقی اختیار کرلی شاہد کے کسی قریبی دوست نے اسے مشورہ دیا کہ اگر وہ سیریس ہے تو بالکل سدھر جائے اور اس نے ایسا ہی کیا مگر جب اس کا رشتہ بھیجا تو انکار ہوگیا اس نے امینہ سے رابطہ کیا اسے اپنی محبت اور سدھر جانے کا یقین دلایا مگر امینہ اس سے اب تک محبت کرنے کے باوجود اس پر اعتبار نہ کرسکی اور اس نے جہاں ماں باپ نے کہا شادی کرلی جس دن اسے یہ خبر ملی وہ بری طرح ٹوٹ گیا اس نے امینہ کو مردہ سمجھ لیا کہ وہ اس کے لئے تو مرہی گئی تھی اور اس کے بعد وہ مزید غلط راہ پر چل نکلا پہلے صرف اسموکنگ کرتا تھا ڈرنک بھی شروع کردی لڑکیوں سے تعلقات کی نوعیت بدل گئی ایڈورٹائزنگ کمپنی جو اس کی جو دھیرے دھیرے کرپٹ ہوگئی تھی بظاہر کاروبار کی نوعیت اچھی اور صاف تھی مگر پس پردہ وہ کالے دھندے سرانجام دے رہی تھی۔

"تمہاری دشمنی مجھ سے ہے انتقام جو لینا ہے وہ مجھ سے لو میری بیوی کو درمیان "

"وہ درمیان میں آچکی ہے رضا! جیسے تو نے میری زندگی میری محبت کو مجھ سے دور کر دیا تھا میں بھی ایسا ہی کروں گا"۔ وہ اس کی بات کاٹ کر درشتی سے چیخا۔

"میں نے 3 سالوں میں بھی ایک کنٹریکٹ بھی کینسل نہیں کیا مگر یہ کنٹریکٹ جو میں نے عنادل خان نامی لڑکی سے کیا تھا اسے کینسل کرتا ہوں"۔ اس نے کنٹریکٹ پیپر اور وہ تصاویر پھاڑ دیں یہاں تک کہ وہ بلینک پیپر بھی جس کے ذریعے وہ رضا خان کی پوری جائیداد اپنے نام کرواسکتا تھا مگر دولت کی چاہ تو کبھی اسے تھی ہی نہیں اس کے فادر بیورو کریٹ تھے دولت کی تو اس نے بچپن سے ہی ریل پیل دیکھی تھی وہ اس سادہ پیپر کے ذریعے رضا خان کو کنگال بنا سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

"کیونکہ اس لڑکی کو میں نے بخش دیا کہ چلو کوئی تو نیکی کا ولی"۔ رضا اس کی باتیں سمجھ نہیں پارہا تھا اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی آسانی سے اس کے کنٹریکٹ کو پھاڑ دے گا۔

"حیران نہ ہو اصل بات تک آرہا ہوں"۔ وہ اس کے متحیر چہرے کو دیکھ کر جتا کر بولا۔

"تو نے مجھے کبھی نہیں بتایا اس لئے کہ ہمارے درمیان نہ اتنی بے تکلفی تھی اور نہ ہی دوستی مگر میں جانتا ہوں کہ تو اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے کیوں کرتا ہے نا مسز رضا خان سے محبت"۔ وہ چپ ہی رہا کہہ تو ٹھیک رہا تھا کہ ایک وہی لڑکی تو تھی جو دل میں کر بیٹھے میں سانس بن کر وجود میں خواب بن کر آنکھوں میں محبت بن کر روح میں بستی تھی اور یہ بات تو اس نے کبھی وقاص تو کیا خود اس سے بھی نہیں کہی تھی جس کو خود سے بڑھ کر چاہتا ہے تو وہ کیسے جان گیا۔

"تیری آنکھوں میں لکھا ہے تیرے ہر انداز میں سے محبت چھلکتی ہے محبت کی ہے میں نے رضا خان اور آج تک کرتا ہوں اس سے جو نہ میری ہوئی نہ کبھی ہوگی تو پھر تو کیسے اپنی محبت پاسکتا ہے؟" وہ بغور اس کی آنکھوں میں جھانکتا درد بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"میں نے امینہ کو وہ بتایا تھا جو سچائی تھی اور کسی کو برائی کی طرف بڑھنے سے روکنا میرا اخلاقی فرض تھا میں نے ایسا تمہاری دشمنی میں نہیں صرف اس لڑکی کی بھلائی کی خاطر کیا تھا اور تم نہیں جانتے کہ جب تمہارا پرپوزل امینہ کے پیرنٹس تک پہنچا تو میں نے خود تمہارے فیور میں ...."

"گزری باتیں مت دہراؤ تم نے اچھا کیا تو مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہاں تمہارے برا کرنے سے میں نے اپنی محبت کھوئی میری پوری زندگی ہی تباہ ہوگئی"۔ وہ اس کی بات نہایت تلخی سے کاٹ گیا۔

"میرے پاس لیکن زیادہ وقت نہیں ہے مجھے 25 منٹ بعد لاہور کے لئے نکلنا ہے وہاں میرا ایک فیشن شو ہے وہاں سے میری واپسی ٹھیک گیارہ گھنٹے بعد ہوگی اس لئے اب ہم گیارہ گھنٹے بعد ملیں گے اب فیصلے کی ڈور میں تمہیں دے کر جارہا ہوں تمہیں اپنی محبت چاہئے یا عزت"۔ گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے نہایت عجلت دکھانا شروع کردی۔

"تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے؟" وہ اس کی ادھوری بات واقعتا نہیں سمجھا تھا اور بری طرح الجھ کر اسے دیکھا جو بریف کیس لاک کرتا اس کی طرف گھوما۔

"تمہیں اپنی محبت.... آئی مین اپنی منکوحہ عنادل رضا خان کو طلاق دینی ہوگی"۔

"واٹ...." بے یقینی سے زیادہ تڑپ کے ساتھ چیخا کہ وہ تو ایسا مر کر بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ ایسا کرتا۔

"چلاؤ نہیں رضا خان! چلانا میں بھی جانتا ہوں اور میں نے ہاتھ آئی بازی کے مہرے اگر بدلے ہیں نا تو اپنے ہی نہیں تمہیں ایسا کرنا پڑے گا پورے گیارہ گھنٹے بعد مجھے تم سے طلاق کے پیپرز چاہئیں ایسا نہیں کرو گے تو تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں کیا کرسکتا ہوں"۔

"میں نے بھی کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں شاہد نعمانی! اور میں کیوں تمہارے کہنے پر اپنی بیوی کو طلاق دوں گا؟"

"تم دو گے رضا خان! تم دو گے گیارہ گھنٹوں میں نہیں تو تیرہویں گھنٹے خود دو گے میں تمہیں اتنا مجبور کردوں گا کہ تم ایسا کرو گے"۔

"میں ایسا مرجاؤں گا لیکن نہیں کروں گا"۔

"اور میں تم سے یہ بھی کرواؤں گا اور مرنے بھی نہیں دوں گا جیسے میں نے اپنی محبت کو اپنے دشمن کی باہوں میں دیکھا ہے نا تم بھی اس اذیت سے گزرو گے میں نے امینہ کی شادی ہونے کے بعد شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر آج یہاں کھڑے کھڑے شادی کا فیصلہ کیا ہے تم یہ ضرور جاننا چاہو گے کہ وہ کون ہے تو بتا دیتا ہوں عنادل سے شادی...." اس نے ہاتھ اٹھایا تھا جس کو اس نے فضا میں ہی پکڑ لیا۔

"میں تمہاری عنادل تمہاری محبت سے ہی شادی کروں گا یہ میرا شاہد نعمانی کا تم سے وعدہ رہا رضا خان! اس لئے اسے طلاق دے دو گیارہ گھنٹے ہیں تمہارے پاس ورنہ مجھے دوسرے راستے بھی آتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تم ایسا چاہو گے نہیں ابھی چلتا ہوں میری فلائٹ بس پرواز کرنے ہی والی ہوگی"۔ وہ اس کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑتا روم سے نکلتا چلا گیا اس کے جاتے ہی وقاص باہر آگیا تھا وہ فل یونیفارم میں تھا اس کا ارادہ تو اسے اریسٹ کرنے کا تھا مگر اس نے کنٹریکٹ پیپر تک پھاڑ دیا تو اس نے گفتگو بھی ریکارڈ کرنا چھوڑ دی تھی۔

"رضا...." تسلی بھرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا۔

"پلیز وقاص ابھی اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا مجھے اکیلا چھوڑ دے"۔

"میں جانتا ہوں تو اس وقت کتنی تکلیف میں ہے رضا! ایسی ہی تکلیف سے میں بھی تو گزرا ہوں یہ بات میرے لئے کتنی تکلیف دہ ہے نا کہ میری محبت میری بیوی میری امینہ شاہد سے محبت کرتی تھی اس کا تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ وہ مجھے بتا نہیں سکتی تھی منافی بھی تو کیا؟ مگر تو تو مجھے بتا سکتا تھا تو نے کیوں چھپایا"۔

"اسی اذیت سے بچانے کے لئے کہ تو نے مجھے اپنی محبت سے آگاہ کیا ہوا تھا اور اس وقت جب میں نے شاہد کی سچائی بھابی کو بتائی تھی تو میرے دل و دماغ میں ان کی بھلائی کا خیال اور تیری محبت تو تھی کہ میں نے سوچا تھا کہ بھابی اپنے قدم پیچھے ہٹا لیں گی کہ وہ ایک سراب کے پیچھے جا رہی تھیں اور تو ان سے محبت کرتا تھا میں نے یہی سوچا تھا کہ تیری محبت کچھ ماہ کی محبت کو ان کے دل سے مٹا دے گی۔"

"نہیں مٹا سکی وہ رضا! نہیں مٹا سکی' محبت سالوں پر محیط ہو' مہینوں یا لمحوں پر محبت ہوتی ہے اور امینہ نے مجھے زندگی کا ہر حق دیا' مگر محبت نہیں کر سکی' کیونکہ محبت تو آفاقی جذبہ ہے جو خود بخود کسی کی دھرتی پر ابھرتا ہے اور وہ شاہد سے محبت کر چکی تھی۔ وہ میری بیوی ہے مجھے اس پر بھروسہ ہے' اسے اچھے سے جانتا ہوں کہ اس نے کبھی شاہد کو مڑ کر نہیں دیکھا' کبھی ملنے کی رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی اس کے باوجود بھی وہ آج بھی کہیں نہ کہیں اس کے دل میں موجود ہے۔" وقاص کو اپنی زندگی میں جس چیز کی کمی محسوس ہوتی تھی اس کا صحیح معنوں میں ادراک آج ہوا تھا اسی لئے اس کے لہجے میں دکھ اور آنکھوں میں نمی در آئی تھی کہ وہ ایک بھرپور مرد بھرپور زندگی گزار رہا ہے لیکن محبت کی کمی کا شکار ہے کہ سب کچھ انسان کو نہیں مل جاتا' اس کے باوجود اس کی مطمئن پرسکون ازدواجی زندگی کو اہل و احباب رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورت سلیقہ شعار بیوی' خوبصورت 3 بچے' ایک مکمل گھرانہ ہی تو ہے۔

"تو ثابت قدم رہ وقاص! کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ تجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گی ہاں اس کے لئے تیری محبت کا زندہ رہنا بے حد ضروری ہے۔"

"محبت کبھی نہیں مرتی رضا! اور وہ مجھ سے میرے رشتوں سے بہت محبت کرتی ہے اس کا خلوص اس کی اپنائیت اس کی فکر پرواہ بھی بہت ہے کہ ہم اہل دل کا یہی تو وصف ہے کہ کچھ نہ پا کر بھی مطمئن رہتے ہیں۔" اس نے آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

"کچھ نہ پا کر بھی مطمئن ہیں ہم
عشق میں ہاتھ کیا خزانے لگے"

"تو مجھے چھوڑ..... یہ بتا کہ تو نے کیا سوچا ہے' وہ اتنی آسانی سے اگر سب کچھ چھوڑ گیا ہے تو اس کے دماغ نے ضرور کوئی پلان بنایا ہوا ہے اور وہ یقیناً اس جیسے بندے کو دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہرگز بھی اس نے کوئی بڑا سا منصوبہ تشکیل نہیں دیا ہوگا' وہ بھی اس صورت میں کہ جب بازی ہی پوری اسکے ہاتھ میں تھی مجھے تو لگتا ہے کہ وہ صرف یہاں وہ سب بگاڑنے کا ڈرامہ....."

"نہیں..... وہ پیپرز اصلی تھے' عنادل کے سائن بھی تھے اور اس نے جو کہا وہ سچ ہی کہہ گیا ہے کہ وہ عنادل سے نہیں مسز عنادل سے انتقام لے چکا لیکن کیسے یہ سمجھ نہیں پا رہا اس کے باوجود بھی کہ وہ انتقام کی راہ صاف بتا گیا ہے اور ایسے لوگ زیادہ سے زیادہ [illegible]۔"

"یہ اندازہ مجھے بھی ہے رضا! اصل الجھن یہ ہے کہ وہ طلاق کے مطالبے کے ساتھ اپنی شادی کی بات کیوں کر گیا جبکہ اس نے کہا تھا کہ وہ سیکنڈ ہینڈ چیز پسند نہیں کرتا تو ایسے میں کسی کی بیوی....." وقاص بات ادھوری چھوڑ کر کچھ سوچنے لگا کہ وہ خود بھی تو اس کی بات پر چونک گیا تھا۔

"شاید اس لئے کہ وہ صرف تیری منکوحہ ہے تو اگر اسے بیوی کا درجہ دے دے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا کہ وہ جذبات میں بہت آگے تک بڑھنے لگا تھا۔

"رضا! ابھی ٹھیک رہے گا۔" اس کے پرسوچ چہرے پر نگاہ ٹکائی۔

"میں خود سوچ لیتا ہوں تو رہنے دے پلیز....." اسے متفکر ہوتے دیکھ کر یکدم ریکویسٹ کی تو وہ چپ کر گیا اور اس نے اس کے جانے کے بعد اس نہج پر سوچا تو اسے بھی ٹھیک ہی لگا کہ اس کی ماں اور چچی تو اس کے پیچھے پڑی ہوئی تھیں کہ وہ رخصتی کے لئے مان جائے' چاہتا تو وہ بھی یہی تھا مگر بابا کی موت کے بعد اس پر بہت ذمہ داریاں آ پڑی تھیں جن کو ہینڈل کر رہا تھا اور وہ اس ماہ کے اینڈ تک میٹنگ کے سلسلے میں UK جانے والا تھا اس لئے اس نے سوچا تھا اگلے ماہ رمضان شروع ہو رہے ہیں تو مصروفیت مزید بڑھ جائے گی' اس لئے اس نے ماں سے کہا تھا کہ رخصتی وہ عید الاضحیٰ تک کے لئے اٹھا رکھیں اور انہوں نے اس کی بات مان کر تیاریاں شروع کر دی تھیں اور رضا کے کہنے پر ہی اسے یہ سب نہیں بتایا گیا تھا کہ جب نکاح ہوا تھا وہ چھوٹی تھی مگر بہر حال نکاح تو قائم ہو گیا تھا' اس کے اقرار یا انکار کی گنجائش نہ تھی اس لئے اسے عین شادی کے موقع پر سرپرائز کرنے کا ارادہ تھا' وہ جس وقت الجھا سا گھر پہنچا پہلا ٹکراؤ ہی لان میں بوگن ویلیا کی بیل کے سائے میں بیٹھی اداس سی بیٹھی عنادل سے ہی ہوا۔

"عنادل....." اسے پکارا اور اس نے بھیگی پلکوں سے اسے دیکھا' اس کا دل کٹ کر رہ گیا کہ اس کی آنکھوں میں انہوں نے کبھی آنسو نہیں آنے دیئے تھے اور سوجی ہوئی متورم آنکھیں اس کے مسلسل روتے رہنے کی عکاسی کر رہی تھیں۔

"آئی ایم سوری..... بٹ میں نے وہ سب جان کر نہیں کیا' میں تو صرف جاب کرنا چاہتی تھی مگر اس طرح کی گھٹیا جاب نہیں' مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے رضا! مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ کمپنی کرپٹ ہوگی' اس شخص نے مجھ سے کتنی عامیانہ گفتگو کی میں مر جاؤں گی رضا!" اسے اس نے زندگی میں پہلی دفعہ بے سروپا صلواتیں سننا پڑی تھیں کہ وہ نہ ضد کرتی نہ ایسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا' اور وہ اس سے ڈانٹ سن کر یہاں آ کر بیٹھی تھی ان دونوں میں بہت زیادہ بے تکلفی نہ تھی تو تکلف بھی نہ تھا' دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے مگر مزاجوں کے فرق کی وجہ سے دور تھے ٹکراتے بھی نہیں' دونوں ہی کو ہمیشہ ایک دوسرے کی پرواہ رہی تھی' ان کے درمیان اپنائیت وخلوص کا رشتہ تھا' وہ اکثر ایک ساتھ بیٹھ کر بات بھی کرتے تھے وہ تو خیر رشتے سے انجان تھی مگر اس نے اس سے جڑے رشتے کے باوجود بھی یہ ظاہر نہیں کیا تھا نہ اپنی حد کراس کرنے کی کوشش کی تھی' ہاں اکثر اس کو ڈانٹ دیتا تھا کہ وہ کافی چلبلی سی تھی اس کے ساتھ بھی شرارت کر جاتی تھی کبھی تو وہ مسکرا دیتا تھا' موڈ خراب ہوتا تو ڈانٹ دیتا' اسی لئے وہ اس سے ڈرتی تھی' پہلی دفعہ مقابلے پر آئی تو منہ کی کھانی پڑی اور اس طرح کی سچویشن سے 20 سالہ زندگی میں پہلی دفعہ واسطہ پڑا کہ وہ تو بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی اور اسے دیکھ کر تو دل بھر بھر آنے لگا اور وہ روتے ہوئے اسکے سینے میں سما گئی اور وہ حیران سا اپنا دل و جذبات ہی سنبھالتا رہ گیا' اس طرح سے وہ 3 سال قبل بابا کی موت پر اس کے کندھے سے لگی بلک بلک کر رو دی تھی' اس وقت تو وہ خود نڈھال تھا مگر ان تینوں کا سہارا بنا ہوا تھا' اس سب کو زیادہ فیل نہیں کیا تھا جو کچھ وہ سوچتا ہوا آیا تھا اس کے بعد کیسے تلاطم اس کے ذہن و دل میں برپا ہونے لگے بس یہ وہ خود ہی جانتا تھا جبکہ وہ اس سب سے یکسر انجان اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے دبے دبے روئے جا رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی۔

"آپ کی بات نہیں مانی تاں' اسکی سزا مل رہی ہے' آپ سب کو کتنا پریشان کیا' مگر اس نے مجھے آج کتنا ڈانٹا' آئی پرامس رضا! مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کمپنی اچھی نہیں ہے' آپ خود بتائیں کیا میں جان کر کوئی غلط کام کر سکتی ہوں؟" اس نے اسے نہ چپ کرانے نہ دور ہٹانے کی کوشش کی' اس کی آخری بات پر لبوں پر پھیکی سی مسکان بکھر گئی جبکہ وہ اس سے دور ہوتی سوں سوں کرتی اسے دیکھنے لگی جیسے جاننا چاہتی ہو کہ وہ غلط کر سکتی ہے یا نہیں؟

"یو ڈونٹ وری عنادل! سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے' میں نے ان لوگوں سے بات کر لی ہے وہ کنٹریکٹ کینسل

ہو گیا ہے۔

"آپ...... سچ کہہ رہے ہیں؟" چہرہ جیسے یکدم کھلا تھا۔

"ہاں...... تم اس کنٹریکٹ سے آزاد ہو گئی ہو"۔ اس نے ایک سانس بھر کر کہا تھا جبکہ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے روری تھی وہ جو اسے چپ کرانے کو ہاتھ بڑھانے ہی والا تھا قدموں کی چاپ پر رک گیا وہ عنابیہ بی کو ہی دیکھنے آئی تھیں اور وہ تینوں اندر چلے آئے اس نے یہ خوشخبری ان سب کو بھی سنا دی۔

"آئی ایم سوری...... میں نے آپ سب کو کتنا تنگ کیا، میں شرمندہ......" وہ نگاہ جھکا کر بس بولنا شروع ہوئی تھی کہ شائزہ نے اسے کاندھے سے لگا لیا۔

"تنگ تو تم نے واقعی بہت کیا ہے اور اس کی تمہیں سزا بھی ملے گی"۔ وہ سب صوفوں پر آ بیٹھے جب وہ اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں بولتا اس کے چہرے پر ہراس پھیلا گیا۔

"تم آج سے گھر سے باہر بالکل نہیں نکلو گی یہاں تک کہ لان تک نہیں جاؤں گی اور نہ ہی کوئی فون کال ریسیو کرو گی"۔ وہ تو بالکل رونے والی ہی ہو گئی اور اس کی صورت دیکھ شائزہ خان کو ترس آنے لگا اور وہ کچھ کہتیں کہ وہ خود ہی بول پڑا۔

"مگر یہ سزا صرف کچھ دنوں کی ہی ہے جہاں عمل نہیں کرو گی تو اضافہ ممکن ہے"۔

"کتنے دن...... میں نے ابھی عید کی شاپنگ بھی تو کرنی ہے"۔

"تقریباً 18,15 دن...... اور عید میں بھی ابھی کافی وقت ہے رمضان تو شروع ہو جانے دو"۔ اس کی مسکین شکل دیکھ کر کہا جبکہ وہ دونوں بہ جو سزا رک جانے پر اطمینان محسوس کر رہی تھیں۔

"18,15 دن...... گیارہ دن بعد تو رمضان شروع ہو جائیں گے اور امی و تائی امی نے رمضان میں نہ خود جانا ہے نہ مجھے لے جانا ہے اور مجھے کتنی ساری شاپنگ......"

"جو کہہ دیا وہ کہہ دیا...... اور اٹھو سب کے لئے جا کر چائے بناؤ"۔ وہ برے منہ بنانے لگی کہ کام سے تو اس کی جان جاتی تھی۔

"چائے اپنی شکل کی جیسی مت بنانا اور میرے کمرے میں لے آنا اور ہاں...... میرے کہنے پر عمل کیا تو شاپنگ پر میں تمہیں لے جاؤں گا"۔ اس نے اٹھتے ہوئے کہا تھا اور اس کے ساتھ وہ دونوں بھی حیران ہوئی تھیں۔

"پکا وعدہ......" اس کی آنکھیں کسی خیال کے تحت جگمگائی تھیں اور اس نے محض مسکرانے پر ہی اکتفا کیا اور اس کے کچن میں جاتے ہی وہ ان دونوں سے بولا۔

"امی وہ بات ختم ہو گئی ہے کسی قسم کی ٹینشن والی بات نہیں ہے"۔

"تو پھر بیٹا! تم نے عنادل کے گھر سے نکلنے پر یہاں تک کہ لان......"

"چچی جان! مجھ پر بھروسہ رکھیں کسی وجہ سے ایسا کہا ہے اور جانتا ہوں اس سے یہ ہو نہیں سکے گا اس لئے آپ دونوں نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے"۔ مجبوری یہ تھی کہ وہ اصل بات نہیں کہہ سکتا تھا۔

"لیکن رضا بیٹا! ایک طرف تو تم کہتے ہو کہ بات ختم اور دوسری طرف یہ انسٹرکشنز اس سے تم کیا سمجھیں کہ تم نے محض ہمیں تسلی دینے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے"۔ شائزہ خان کو بھی فکر ہونے لگی تھی۔

"جھوٹ کا سہارا جھوٹے لوگ لیتے ہیں اور آپ جانتی ہیں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا وہ قصہ ختم ہو گیا ہے میرے بزنس مخالفین کے ڈر سے ایسا کہہ رہا ہوں کیونکہ میرا ایک نیا پروجیکٹ جو میں UK کی کمپنی کے ساتھ

شروع کرنے والا ہوں اس کی وجہ سے لوگ مجھے جسٹ ہراساں کرنے کے لئے عنادل کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں اور یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے مگر احتیاط کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں یہ ذکر پہلے بھی کرنا چاہتا تھا اور اسی وجہ سے میں نے عنادل کو آفس جوائن کرنے سے منع کیا تھا کہ دشمن سب سے پہلے کسی مرد کو ہراساں کرنے کے لئے عورتوں کا ہی سہارا لیتا ہے اتنی تفصیل سے یقیناً آپ دونوں ہی کی تشفی ہو گئی ہو گی اگر آپ اجازت دیں تو میں اب کمرے میں چلا جاؤں"۔ اس نے زندگی میں پہلی دفعہ سچ کے ساتھ جھوٹ کی آمیزش کی تھی کہا اس نے سچ تھا مگر ایسے وقت میں کہ جھوٹ ہی کی طرح تھا کہ اس نے اپنے کسی بزنس رائیول کی وجہ سے نہیں شاہد نعمان کی وجہ سے یہ انسٹرکشنز دی تھیں وہ دونوں قدرے مطمئن ہی اسے جانے کی اجازت دے گئیں۔

وہ کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ گیارہ گھنٹے بھی تو گزارنا تھے اور ابھی محض 1 گھنٹہ ہی گزر رہا تھا جبھی وہ دستک دیتی اس کے لئے چائے لے کر آ گئی اس نے بغور اسے دیکھا عنابی رنگت لانبی ستواں ناک کٹاؤ دار لب اور نچلے لب پر جگمگاتا ننھا سا تل جو گلابی لبوں پر بے حد نمایاں سا ہی لگتا تھا سبز بڑی بڑی آنکھیں ان پر پہرہ دیتیں سیاہ پلکیں شولڈر کٹ بال صبیح پیشانی بلاشبہ خوبصورت ترین تھی۔

اس کے یک ٹک دیکھنے پر اسے گھبراہٹ ہونے لگی کہ آج سے قبل اس نے یوں کبھی دیکھا بھی تو نہ تھا سیاہ مکھجا سا لان کا پرنٹڈ سوٹ کاندھوں پر پھیلا آنچل وہ اس سیاہ سوٹ میں بھی دلکش لگ رہی تھی۔

"رضا! چائے لے لیں"۔ وہ بری طرح اس کی آواز پر چونکا اور ایک گہری سانس کھینچ کر کپ اٹھا لیا۔

"مجھے شاہد نعمانی کو خود اپنے انداز میں ہینڈل کرنا ہو گا" کیونکہ جو قاسم نے کہا وہ قبل از وقت ہی ہو گا ہاں اگر عنادل ہمارے رشتے سے انجان نہ ہوتی تو شاید وہ سب ٹھیک ہوتا لیکن اب نہیں کہ یہ بہت معصوم ہے نئے رشتے کو اتنی جلدی ایکسیپٹ نہیں کر پائے گی"۔ اس کی پشت پر نگاہ جمائے اس نے سوچا اور قدرے اطمینان سا محسوس کرنے لگا چائے اس نے بہت اچھی بنائی تھی جسے پیتا وہ کچھ دیر بعد نہانے چلا گیا کہ کچھ سکون تو ملے گا ورنہ تو 4 دن سے اس کی نیند ہی اڑی ہوئی تھی اور آج تو نیند نے آنا ہی نہیں تھا شاہد کیا کیسے کرے گا بس یہی خیال نیند کی راہ میں رکاوٹ بن رہا۔

☆

"رضا خان! تو پھر کیا فیصلہ کیا تم نے؟" وہ شاہد نعمانی کو اپنے گھر پر دیکھ کر بے یقینی سی تو رہ گیا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو......؟"

"گیارہ گھنٹے بعد آنا تھا لیکن پورے 19 گھنٹوں بعد آیا ہوں مگر اس لئے آ گیا کہ آج سنڈے ہے تم نے آفس جانا نہیں تھا اور میں نے سوچا کہ عنادل کی مدد سے اپنی شادی کی بات بھی کر لوں گا"۔

"شٹ اپ شاہد! تمہیں شرم آنی چاہئے"۔

"ہاں آنی تو چاہئے لیکن آتی ہی نہیں ہے چلو تم سے کلاس لے لوں گا اس سب کو لیکن بعد کے لئے اٹھا رکھتے ہیں اصل بات پہلے کر لیتے ہیں اس کے بعد تو ہماری رشتہ داری بھی تو بن جائے گی"۔ اس کا اطمینان قابل دید تھا۔

"شاہد! تم حد سے بڑھ رہے ہو تمہارے حق میں بہتر یہ ہو گا کہ تم اپنی بکواس بند کر لو"۔ اس کے ماتھے پر ان گنت سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

"اس کا مطلب تم طلاق نہیں دے رہے...... مجھے دوسرا راستہ......"

"تم جس حد تک کر سکتے ہو کر جاؤ شاہد نعمانی! مگر میرا فیصلہ نہیں بدلے گا اور میں کیوں تمہاری بات مان کر اپنی بیوی کو طلاق دوں گا کیوں......؟"

"تم دو گے، میں تمہیں اتنا مجبور کر دوں گا کہ تم۔"

"ٹھیک ہے جاؤ، جو کر سکتے ہو کر لو۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے باہر کا راستہ دکھایا۔ شاہد نعمانی کھڑا ہو گیا اور اسی پل عنادل ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟ اندر جاؤ"۔

"وہ رضا......" وہ اسے دیکھتے ہی دھاڑا تھا۔

"اندر جاؤ......" اس کو کہنے کا موقع دیئے بغیر وہ چند قدم اٹھاتا اس کے قریب جا کر بولا۔

"یار......! بھابی سے میرا تعارف نہیں کرواؤ گے"۔ شاہد کی مداخلت اسے بہت بری لگی جبکہ وہ بری طرح لفظ بھابی پر چونکی۔

"عنادل! اپنے کمرے میں جاؤ......"

"اب میں اتنا بھی برا نہیں ہوں رضا! کہ تو بھابی کا مجھ سے تعارف ہی نہ کروائے، چل میں خود کرا دیتا ہوں"۔ وہ جو اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا اور وہ اس کی مداخلت سے محظوظ ہوتا ان کے درمیان میں آنے لگا کہ وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"مجھے شاہد نعمانی کہتے ہیں، رضا میرا کالج فرینڈ ہے یونیورسٹی میں بھی ہم ساتھ ہی ہوتے تھے اور آپ سنایئے بھابی! میرے یار کے ساتھ زندگی کیسی گزر رہی ہے......؟" اس نے خوش اخلاقی و تمیز و ادب کے ریکارڈ ہی توڑ ڈالے۔

"رضا! یہ کیا کہہ رہے ہیں......؟" وہ ابھی ابھی ہی سنبھلی۔

"ویسے تو نے شادی کا اچھا اور بروقت فیصلہ کیا"۔

"عنادل! تم اندر جاؤ"۔ مگر اسے شش و پنج کا شکار دیکھ اسے بازو سے تھاما اور ڈرائنگ روم کی چوکھٹ کے باہر دھکیل دیا۔

"اپنے کمرے میں جاؤ فوراً، ڈرائنگ روم کے آس پاس بھی دکھائی دیں تو ٹانگیں توڑ دوں گا"۔ وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی۔

"آپ نہ جانے خود کو کیا سمجھتے ہیں، مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے ایسے کسی کے بھی سامنے آنے کا، تائی امی کی طبیعت خراب ہو رہی تھی اس لئے میں آپ کو بلانے آئی"۔ وہ اتنی انسلٹ پر بری طرح چیختے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

"امی کو کیا ہوا ہے؟"

"کچھ بھی ہو آپ کی بلا سے"۔ وہ تقریباً دوڑتی ہوئی شائزہ خان کے روم کی طرف بڑھ گئی وہ بھی اس کے پیچھے ہی لپکا۔

"میں ٹھیک ہوں رضا! یہ تو بس عنادل کو پریشان ہونے اور کرنے کا شوق ہے"۔

"لیکن آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں ڈاکٹر......"

"آئی ایم فائن رضا! بس چکر سا آ گیا تھا، عنایہ نے مجھے گلوکوز گھول کر دے دیا ہے تم پریشان نہ ہو اور تمہارا دوست چلا گیا"۔ وہ ماں کی طرف سے مطمئن نہ ہوا اور پھر شاہد کے خیال سے ان کے روم سے نکلا۔

"تائی امی! میں رضا سے اب کبھی بات نہیں کروں گی، خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہیں اپنے دوست کے سامنے میری کتنی انسلٹ کی اتنی زور سے ڈانٹ کر ڈرائنگ روم سے باہر ہی دھکیل دیا، میں گرتے گرتے بچی اور پتہ نہیں کیوں رضا کے دوست مجھے بھابی کہہ رہے تھے۔ ......رضا سے ان کی شادی کا کہہ کر مجھے بھابی کیوں کہا؟" اس نے اس کی

بات سنی تھی اور پھر جھنجھلا کر ڈرائنگ روم میں آ گیا جبکہ انہوں نے حیرانی کو دیکھا اور ان کا مثبت اشارہ پا کر ساری بات بتلاتی چلی گئیں۔

"میں اس رشتے کو نہیں مانتی، وہ میری انسلٹ کرنے کا کوئی موقع تو جانے دیتے نہیں ہیں اور مجھے ان کے ساتھ زندگی نہیں گزارنی، مجھے رضا سے شادی نہیں کرنی"۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے؟ رضا میں کیا برائی ہے اور شادی تو ہو بھی چکی ہے، نکاح کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے"۔

"بس مجھے نہیں پتہ امی! میں اس رشتے کو قبول نہیں کر سکتی"۔ وہ اٹھ کر چل دی۔

"عنایہ! پریشان نہ ہو، اچانک اتنی بڑی بات قبول کرنا آسان بھی تو نہیں ہے اور عنادل کو تو ہم سب ہی جانتے ہیں، بولتی پہلے ہے سوچتی بعد میں ہے، اب اپنے کمرے میں جا کر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچے گی تو مان جائے گی"۔ ان کا اطمینان قابل رشک تھا اور وہ بھی خاموش ہو گئیں کہ جو ہوگا اچھا ہی ہوگا۔

"یار! تو نے بھابی سے میرا تعارف نہ کروا کر اچھا نہیں کیا"۔ وہ سکون سے بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا اس کو دیکھتے ہی بولا۔

"بکواس بند کرو شاہد! کیوں میری اچھی بھلی زندگی کو جہنم بنا رہے ہو"۔

"کیوں اتنی جلدی تھک گئے، جبکہ ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے اور میں اس اذیت میں صرف تمہاری وجہ سے 8 سالوں سے مبتلا ہوں"۔

"میری نہیں خود اپنی وجہ سے، ہوا یہ بھابی سے میں نے غلط بیانی نہیں کی تھی اور میں نے کچھ بھی کیا ہو، اتنا گرا نہیں تھا اور تم تو اس نیت سے ہی گھر گئے ہو اور باخدا صرف اپنی بیوی کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو کبھی تم سے اتنی نرمی سے بات نہ کرتا، تم خود بہنوں والے ہو عورت کی عزت بھلے سے نہ کرتے ہو، بہن بیوی کی عزت کے تقدس کا خیال تو ہوگا ہی، میں کمزور نہیں ہوں، مگر جسے تم زحال بنا رہے ہو وہ میری کمزوری ضرور ہے، مگر جس سے تمہیں فائدہ اٹھانے نہیں دوں گا، تم نے انتقام کی راہ بہت غلط چنی ہے مگر میں تمہیں تمہارے غلط ارادوں میں کامیاب ہونے نہیں دوں گا، تمہیں جو کروڑوں کی رقم اس نے نہیں دے رہا تھا کہ وہ لڑکی میری محبت، میری بیوی ہے، صرف اس لئے دے رہا تھا کہ وہ میری عزت ہے اور میں نے کبھی کسی کی عزت پر غلط نگاہ نہیں ڈالی، میری کوئی بہن نہیں تھی مگر میں نے کبھی کسی دوسرے کی بہن کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا، صرف میں اپنی بیوی کی عزت اس کے چادر کی حفاظت میں باپردہ نہیں ہوتا، میں نے کبھی کسی دوسرے کی بیوی کے چادر کو ٹھیس نہ پہنچائی اس کی عزت پر حملہ نہیں کیا کہ میں جب دوسروں کو عزت دوں گا تب ہی لوگ مجھے اور میرے خاندان کو عزت دیں گے۔ آپ کے نیک عمل کا اجر آپ کو واپس لوٹا دیتا ہے اور تم جو میری بیوی سے متعلق اس طرح سے کہہ رہے ہو، مجھے اس میں تمہاری نہیں اپنی ہی خطا لگتی ہے کہ نہ جانے کب مجھ سے کہاں چوک ہوئی کہ جس کا بھگتان میرے ساتھ میری بیوی کو بھی بھگتنا پڑ رہا ہے، اس معصوم کو جو ہمارے ہاتھوں رشتے سے آج سے قبل تک انجان تھی اسے تو پتہ بھی نہیں، ہاں تم ہو اور وہ میری رگ رگ میں سمائی ہے کہ مجھے اپنی سانسوں سے اس کی خوشبو آتی ہے مگر بات اس کی عزت اس کے کردار کی ہے تو اس پر میں خود کو قربان کر سکتا ہوں بجائے کہ تم سے ایک محبت تمہارا انتقام ایسے پورا ہوتا ہے تو ٹھیک ہے میں اسے ڈائیورس دے دوں گا کہ میں تو اس کی عزت کا رکھوالا بننا چاہتا تھا، آج میرے ہی انتقام کی بھینٹ اس کو چڑھنا ہے، طاقت اگر تمہارے پاس ہے تو طاقت میں بھی رکھتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی طاقت کے جوہر دکھاؤ کہ تمہاری طاقت میں کتنے پیچ ہیں اور گھٹیا سوچ ہوگی میں اندازہ لگا سکتا ہوں اور جب وہ میرے نام کے حوالے سے نکلے گی تو تمہارا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور تم اس کو

کوئی نقصان بھی نہ پہنچاؤ گے کہ تمہاری دشمنی مجھ سے رضا خان سے اور میری بیوی مسز رضا خان سے ہے جیسے ہی یہ رشتہ ٹوٹتا تو تمہارا انتقام بھی پورا اور میرا فرض بھی' ہاں لیکن شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دینا کہ ایک باکردار شریف عورت کو تم جیسا نفس و ہوس پرست انسان ڈیزرو نہیں کرتا' تم نے اپنی محبت اپنی گندی سوچ کی وجہ سے کھوئی اور نیک بیوی گندے عمل کی وجہ سے نہیں پا سکتے کہ تم نے نفس کا غلام بن کر عمر بھر کے خسارے اپنے نصیب میں لکھ لئے ہیں اور نصیب کا لکھا اچھا عمل اور دل سے مانگی دعا کے ذریعے ہی بدلا جا سکتا ہے' اور تم یہ نہیں کر سکتے' اب تم یہاں سے جا سکتے ہو شاہد نعمانی! اگر میں تمہارے انتقام کی آگ میں جلنے کو خدا کی رضا سمجھ کر راضی ہوں' ڈائیورس پیپرز تیار کروا کر سب سے پہلے تمہیں ہی دکھاؤں گا یہ میرا ایک مرد کا تم سے وعدہ رہا"۔ وہ بلا تکان بول رہا تھا' باہر عنادل اور اندر شاہد ساکت کھڑا تھا اسے لگتا تھا کہ وہ اس کی عظمت اس کی اعلیٰ سوچ کے آگے ہار گیا ہے۔

"تم مجھے ہمیشہ غلط ہی سمجھتے رہے ہو رضا! میں ویسا نہیں تھا جیسا ہمیشہ تم نے مجھے سمجھا' میری لڑکیوں سے معمولی نوعیت کی ہائے ہیلو فرینڈ شپ رہی' مگر میں نے لڑکیوں کو بھی اپنی ہوس کا ذریعہ نہ سمجھا نہ بنایا' ہاں میرے دونوں دوست اچھے نہ تھے اور انسان تو دوستوں ہی سے پہچانا جاتا ہے اور جب امینہ میری زندگی میں آئی تب مجھے احساس ہوا تھا کہ برا نہ ہو کر برے بنے رہنا' اپنا امیج غلط پورٹرے کئے رکھنا' بعض دفعہ زندگی کو مکمل برباد کر دیتا ہے' اور میں امینہ پر بھی اپنی اچھائی ثابت نہ کر سکا مگر اس کو کھونے کے بعد دلدل میں نہ اتر سکا' پوری دنیا سمجھتی ہے کہ میں ڈرنک کرتا ہوں لڑکیوں سے میرے تعلقات ہیں' مگر ایسا نہیں ہے اور نہ ہی وہ کمپنی میری ہے' اس کمپنی سے میں محض تین برس قبل وابستہ ہوا کہ میں نے اپنے دونوں دوستوں کی باتیں ان کے کارنامے اپنے کان سے سن لئے اور میں نے ان کو ان کے انجام تک پہنچانے کے لئے ان کی کمپنی جوائن کی۔ انٹرویو پینل میں' میں شامل نہ تھا' مگر جب عنادل کی ساری ویڈیو ریکارڈ آؤٹ کیں مجھے اس وقت نہ اندازہ تھا کہ عنادل کا تم سے کوئی تعلق ہوگا' کیونکہ ایڈریس بھی نیا تھا کہ تم یہاں سے قبل ڈیفنس میں رہتے تھے' اس وقت تمہارا خیال نہ تھا مگر جب عنادل انٹرویو کے بعد وہاں نہ پہنچی تو اس سے ریمز رابطہ کرنے والا تھا کہ میں نے کہا یہ کام میں کر لیتا ہوں' عنادل سے میں نے وہی باتیں کیں جن کے ذریعے ہماری کمپنی لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنساتی ہے' مگر یکدم جب تم بول پڑے تو میں تمہاری آواز سیکنڈوں میں پہچان گیا' اور پھر میں نے نام کے ذریعے اپنے شک کو یقین میں بدلا اور میں نے ریمز سے عنادل کی سرپرستی ذمہ داری لے لی اور اسی لئے تو شہر نے اتنی آسانی سے وہ کنٹریکٹ پیپر اور تصاویر شائع کر دیں کہ میری تم سے دشمنی نہ تھی' انتقام میں نہیں بھی نہیں چاہتا تھا کہ امینہ میرے مقدر کا چاند نہ تھی اسے تم وہ سب نہ کہتے اس کے باوجود مجھے تب بھی نہ ملتی اور تین سال قبل تک میں ایک عام سی زندگی بسر کر رہا تھا اور جب ریمز کی کمپنی جوائن کی تو صرف ان کی تباہی کے لئے سارے ذرائع گئے میرے لئے دنیا کی کوئی عورت کوئی معنی نہیں رکھتی' جب میرے دل میں امینہ تھی تو میرے لئے یہی کافی تھا کہ کبھی اس نے بھی مجھ سے محبت کی تھی اور وہ مجھ پر بھروسہ نہ کر سکی تو میں گناہ کی راہ پر چلتے اس کے بھروسے کو یقین نہیں دے سکتا تھا' ایسا نہیں ہے کہ میں اسے پچھتاؤں کی نظر کرنا چاہتا تھا' میں اسے فخر دینا چاہتا تھا کہ اس کا دل جس شخص کے لئے دھڑکا تھا وہ نفس پرست نہیں تھا' میں نے تم سے طلاق کی بات صرف اس لئے کی کہ میں تمہیں احساس دلانا چاہتا تھا کہ محبت کھو جائے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میں بہانہیں تھا' وہ میری ہو جاتی تو اسے پتہ لگ جاتا مگر اسے تم نے مجھ سے بدگمان کیا' اور تم مانو یا نہ مانو آج امینہ میری نہیں ہے تو اس کے ذمہ دار تم بھی ہو کہ تقدیر و تدبیر دو چیزیں ہوتی ہیں اور میری تقدیر تمہاری تدبیر کے آگے ہار گئی"۔ اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی۔

"اور تم نے کہا کہ میں ایک پاکباز عورت ڈیزرو نہیں کرتا' ہاں .... شاید کہ میں امینہ کو ڈیزرو نہیں کرتا تھا' لیکن

رضا! میں ہوس پرست شخص نہیں ہوں' میں نے کبھی کسی کی بہن' ماں' بیٹی' بیوی کے سر سے عزت کی چادر نہیں اتاری' اور اس دلدل میں صرف عزتوں کی ردا کی حفاظت کے لئے ہی اترا ہوں' اور مجھے اللہ پر بھروسہ ہے کہ وہ میری مدد کرے گا' جہاں تک بات تمہیں دھمکی دینے کی ہے' میں نے محض تمہیں احساس دلانا چاہا تھا اور میں یہاں ہرگز نہ آتا' مگر میں نے کل جانے سے قبل تمہاری اور وقاص کی باتیں سن لی تھیں' میرے اندر جتنی بے چینی تھی وہ تو وقاص کی باتوں نے ہی مٹا دی اور میں صرف تم کو دیکھنے آیا تھا صرف یہ دیکھنے کہ تم وقاص کے مشورے پر عمل کر گئے ہو یا نہیں کہ مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی کہ تم سے مجھے میدان میں اتر کے منہ کرنے کی نہیں بلکہ سر اٹھا کر بازی جیتنے کی امید تھی' اب چلتا ہوں' میں نے جو تم سے کہا اس کے لئے مجھے معاف کر دینا' مگر میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا نہ ہی تمہیں یا بھابی کو نقصان پہنچانا' تمہاری زندگی میں صرف اس لئے داخل ہوا کہ تمہاری مدد کر سکوں کیونکہ بھابی بہت برے لوگوں کے چنگل میں جا پھنسی تھیں اور مجھے تیری آواز سن کر شک نہ گزرا ہوتا تو جو ہونے والا تھا یا ہو سکتا تھا وہ لفظوں میں کہنا میرے لئے اتنا آسان بھی نہیں ہے کہ میں بہنوں کے متعلق ایسے سوچ بھی نہیں سکتا"۔ رضا خان کتنا متحیر تھا جو نہیں تھا وہ سوچے بیٹھا تھا' وہ بھی تو ایک عام شخص ہی نکلا کہ جو سامنے تھا وہی دیکھتا رہا کہ سمندر کی گہرائی ساحل پر کھڑے ہو کر تو نہیں جانچی جا سکتی۔

"شاہد! میں تم سے اپنے رویے کی معافی....."

"پلیز رضا! میں تمہیں یا کسی کو بھی غلط نہیں سمجھتا اس لئے جو ہے جانے دے"۔

"ہاں ٹھیک کہا اور یہ بتا کیا تو مجھ سے دوستی کرے گا؟" رضا نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے وہ بلا جھجک کے تھام گیا اور دونوں بغل گیر ہو گئے۔

"تو بیٹھ..... میں تیرے لئے چائے کا کہہ کر آتا ہوں"۔ اس نے نہایت سرگوشی میں کہا اور ڈرائنگ روم کے باہر آیا وہ اسے دیکھ کر بری طرح گڑبڑا گئی۔

"کچھ کہا تھا میں نے؟" اس کو رضا نے تیکھے چتونوں سے گھورا اور وہ شرمندگی سے لب کچلتی وہاں سے بھاگنے کو تھی کہ وہ اس کی کلائی تھام گیا۔

"اب کہاں جا رہی ہو' چائے بنا لاؤ"۔ وہ جلدی سے ہاتھ چھڑاتی کچن کی طرف بھاگ گئی اور وہ اس کی عجلت پر مسکراتا واپس پلٹ آیا۔

"اب شادی کر لے شاہد!" وہ ایسے بولا جیسے ماضی والی پرانی بے تکلفی ہو۔

"ہاں سوچا ہی ہے بٹ مجھ سے شادی کرے گی کون' اتنا تو بدنام زمانہ ہوں....." چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے نہایت طنز سے کہا تھا۔

"تو کہہ تو میں تیرے لئے لڑکی دیکھوں.....؟"

"کیا تم میرے لئے لڑکی دیکھو گے' ویسے ہے کیا کوئی نظر میں؟" پہلے تو حیران ہوا پھر مذاق میں بات اڑانا چاہی۔

"فی الحال ہے نہیں مگر تو سیریس ہو جائے تو دیکھ سکتا ہوں"۔

"ابھی تو چلتا ہوں بعد میں بات کروں گا شادی کے بارے میں 8 برسوں میں کل ہی تو سوچا ہے' دل و دماغ کو راضی کروں تو لڑکی بھی مل جائے گی' امینہ نہیں تو کوئی بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے' اللہ حافظ"۔ وہ یکدم اٹھا اور باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

"ارے امی! آپ...... کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتیں! آپ نے خود آنے کی کیوں زحمت کی؟" وہ تھوڑی دیر قبل ہی عشاء کی نماز اور تراویح پڑھ کر لوٹا تھا اور سونے سے قبل عادت کے مطابق کتاب پڑھ رہا تھا کہ شائزہ خان دستک دیتیں اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

"ضروری بات تھی بیٹا!" وہ نرمی سے کہتیں بیڈ کے کونے پر ٹک گئیں۔

"امی! میں نے عیدالاضحیٰ......" ان کا مدعا سن کر کہنا چاہا تھا کہ وہ ٹوک گئیں۔

"ہاں... تم نے کہا تھا ہمیں بھی اعتراض نہیں تھا مگر جب سے عنادل کو اس رشتے کا پتہ چلا ہے وہ تم سے چھپی پھرتی ہے اور تمہاری پھپھو بھی اس عید پر آ رہی ہیں! انہی سے بات کرنے کے بعد سوچا کہ عیدالاضحیٰ کا انتظار کیوں کیا جائے نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے کہ تمہاری پھپھو بھی بار بار نہیں آ سکتیں اب اگر تم کہو تو ہم عید پر ہی رخصتی کا پروگرام رکھ لیتے ہیں" انہوں نے نرمی سے کہا اور وہ سوچنے لگا کہ ماں نے بات تو ٹھیک ہی کی ہے کہ وہ پورے 20 دنوں سے صحیح معنوں میں اس کے سامنے نہیں آئی تھی ڈائننگ ٹیبل پر بھی ہمیشہ کی طرح نہیں آ رہی تھی سحری اور رات کا کھانا اپنے کمرے میں ہی کھا رہی تھی اور ان سب نے بھی اس سے کچھ نہیں کہا کہ وہ افطار کے وقت آتی بھی تو اتنی گھبرائی ڈری سی ہوتی کہ کچھ کھا ہی نہیں پاتی جبکہ رضا نے اس سے اس دن کے بعد ایک لفظ تک نہیں کہا تھا اور اس طرح چند لقمے لے کر روزہ رکھتی اور اس کی صحت خراب ہوتی اس لئے خاموشی سے اس کی بات مان لی تھی اور اسی وجہ سے ان کا سامنا صرف افطار کے وقت ہی ہوتا وہ بھی کنفیوژ اور گھبرائی ہوئی ہوتی وہ اتنا ہی نارمل ہوتا تھا۔

"ٹھیک ہے امی! آپ کو جو مناسب لگے بٹ ایک بات پوچھنا تھی"۔

"ہاں پوچھو بیٹا......" وہ تو اس کے اقرار پر ہی خوش ہو گئیں۔

"عنادل...... اس کی مرضی پوچھ لی ہے آپ نے؟"

"ہاں...... ویسے بھی نکاح کے بعد مرضی رہ کب جاتی ہے لیکن عائشہ نے اس سے بات کی تھی وہ اس سب سے شاکڈ ہے لیکن اعتراض نہیں ہے مگر کچھ ڈر کا شکار ہے تم خود کو بدلو بیٹا! ہر وقت کا غصہ بھی اچھا نہیں ہوتا اور تم کسی کا بھی خیال کئے بغیر عنادل کو ڈانٹ دیتے ہو"۔ وہ ماں کی بات پر زیر لب مسکرا دیا۔

"جی...... آئندہ خیال رکھوں گا آپ یہ بتایئے رمضان کے اندر آپ تیاریاں کر لیں گی؟"

"تیاریاں کیا کرنی ہیں، بری کی وہی جہیز بھی وہی ہے... اور میں نے پہلے ہی جیولری و کپڑے تو بنا لئے ہیں بس رخصتی کا جوڑا لینا ہے تمہارے بابا کو ویسے ہی فنکشن پسند نہیں تھے اس لئے سادگی سے رخصتی اور اگلے دن ولیمہ اور ولیمہ کا شرارہ اور جیولری وغیرہ بھی رخصتی کے جوڑے کے ساتھ ہی لے لیں گے"۔

"امی! آپ کو اعتراض نہ ہو تو ویڈنگ کے کپڑے میں خود لے لوں"۔

"ہاں... اس سے اچھی کیا بات ہو گی شیروانی اور قیمتی چیزیں بھی لے لینا اور ایسا کرنا عنادل کو ساتھ ہی لے جانا تم نے وعدہ بھی تو کیا تھا"۔ وہ بات کے اختتام تک شریر ہو گئیں۔

"جی...... تاریخ کونسی رکھ رہی ہیں؟" وہ بیٹے کے چہرے پر خوشی صاف دیکھ سکتی تھیں۔

"تمہاری پھپھو 21 رمضان تک آ جائیں گی عید کے دوسرے دن رخصتی اور تیسرے دن ولیمہ رکھ لیتے ہیں؟"

"امی! چاند رات کو رخصتی...... عید کی شام ولیمہ"۔

"بہت خوب بیٹا جانی! کچھ زیادہ ہی دلہن کی بے چینی نہیں ہو رہی؟" انہوں نے بیٹے کے شرارت سے کان کھینچے جبکہ وہ بری طرح جھینپ کر رہ گیا۔

"ایسی بات تو نہیں ہے امی......"

"ایسی ہی بات ہے بیٹا جانی! مگر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تم یہ بتاؤ عنادل کو لے کر شاپنگ پر جانے کا کب تک ارادہ ہے؟" اس کی برسوں پرانی خواہش پایہ تکمیل تک پہنچنے والی تھی اس لئے وہ بہت خوش تھیں اور ان کی خوشی لہجے و چہرے سے چھلکی جا رہی تھی۔

"ابھی فی الحال تو مصروفیت بہت ہے فراغت پاتے ہی پروگرام بنا کر آپ کو مطلع کر دوں گا آپ کی لاڈلی کو لیکن ساتھ نہیں لے جاؤں گا وہ تنگ بہت کرتی ہے"۔

"بیٹا جانی! وہ بہت تنگ کرے تم کرے یا نہ کرے اب تمہاری ذمہ داری ہے اور اسے ساتھ لے جانا تاکہ دونوں کی پسند شامل ہو جائے تم دونوں کی ہی پسند میں بہت فرق ہے صلاح مشورے سے خرید لو گے تو اچھا ہے کہ پہننا اس نے دیکھنا تمہیں ہے"۔ وہ شرارت سے کہتیں کھڑی ہو گئیں اور وہ اپنی سنجیدہ سی ماں کا یہ روپ دیکھ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گیا۔

☆

22 روزے کی شام رضا خان کی اکلوتی پھپھو اپنے شوہر اور اکلوتی بیٹی عائزہ کے ساتھ دبئی سے آ گئیں، عائزہ عنادل کی ہی ہم عمر ہے اور اس نے گریجویٹ کیا ہے ان کے آتے ہی مصروفیت کچھ اور بڑھ گئی رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتوں و نعمتوں کے ساتھ اختتام کی طرف بڑھ رہا تھا، عبادتوں کے ساتھ دیگر مصروفیات بھی جاری تھیں رضا نے 24 ویں روزے کے اختتام کے بعد شاپنگ کا پروگرام بنا لیا، عنادل اور عائزہ اس کے ساتھ گئی تھیں، عنادل کافی کنفیوژ تھی مگر رضا خان کا ہمیشہ کا سا نارمل انداز اس کی کنفیوژن دور کرنے لگا اور ان تینوں نے باہمی مشورے سے ساری خریداری کر لی یہ اور بات ہے کہ زیادہ پسند رضا کی تھی ان کے ساتھ ہی اس نے اپنے لئے بھی خریداری کی اور عائزہ کو بھی دونوں دن کے پہننے کے لئے ایک ایک چیز خود سے دلائی۔

"تم دونوں گاڑی میں جا کر بیٹھو میں پے منٹ کر کے سامان لے کر آ رہا ہوں"۔ وہ دونوں خاموشی سے آگے بڑھ گئیں۔

"واؤ...... رضا بھیا تو بہت دیالو ہیں تمہارے تو عیش ہی عیش......" اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے چھیڑا وہ جھینپ کر مسکرا دی بولی کچھ نہیں۔

"رضا بھیا! اب ایسے سوکھے منہ جائیں گے تو کوئی اچھی بات تو نہیں ہو گی"۔ رضا نے مسکرا کر گاڑی اسٹارٹ کی اور ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روک دی۔

"آپ دونوں چلیں، دبئی سے میری فرینڈ کی کال آ رہی ہے اس سے بات کر کے آتی ہوں"۔

"او کے بٹ ڈور ٹھیک سے لاک کر دینا"۔ وہ اسے گاڑی میں چھوڑ ہدایت کرتا ڈرائیونگ ڈور کھول کر اتر گیا اور عائزہ کے ٹہوکا مارنے پر اسے بھی تقلید کرنی پڑی۔

"تم اتنی خاموش خاموش کافی اچھی لگ رہی ہو"۔ اس نے نگاہ اٹھا کر ساتھ چلتے رضا خان کو دیکھا اور اس کے متبسم چہرے سے لمحہ بھر میں ہی نگاہ ہٹا لی۔

"عنادل! تم اس سب سے خوش تو ہو ناں؟" وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے، عنادل یلو جارجٹ کے پرنٹڈ سوٹ میں سادگی میں بھی اسے تو دلکش ہی لگی ہمیشہ کی طرح۔

"جی...... اور آپ......" اس نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ، ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے

ساتھ اس کے تیکھے نین نقش اس کے سانولے چہرے پر بڑے ہی بھلے معلوم ہوتے تھے اس کی شخصیت میں ایک عجیب سا رعب و تمکنت تھی جو لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا تھا۔

"میں کتنا خوش ہوں اس کا اندازہ تم کو 4 سے 5 دن بعد ہو جائے گا' اپنے اندر کی ساری خوشی اور محبت تمہارے اندر احساس کی صورت نہ بھر دی تو کہنا"۔ اس نے پہلی دفعہ کوئی ذاتی بات کی تھی اس کی نگاہیں جھکتی چلی گئیں' عنائزہ نے فون پر بات کر کے ڈور کو لاک کر کے قدم آگے بڑھائے تھے کہ اچانک ہی وہ کسی سے ٹکرا گئی۔

"آریو اوکے....." وہ تو اس کی خوبصورت شخصیت کے سحر سے ہی نہ نکلی تھی کہ اس کی آواز کی خوبصورتی میں بھی بندھ سی گئی' وہ اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی' گوری گلابی رنگت' بڑی بڑی سیاہ اداس آنکھیں' بھرے بھرے سرخی مائل ہونٹ' نچلے لب پر سیاہی سی اس کے بہت زیادہ سگریٹ پینے کی عکاسی کر رہا تھا' لمبی مغرور ناک' سیاہ گھنگھریالے بال' کچھ ماتھے پر بھی جھول رہے تھے' بھرا ابھرا جسم' وہ کافی ہینڈسم اور ڈیشنگ تھا اور وہ اس کی مردانہ وجاہت میں جیسے کچھ کھوئی گئی تھی اسے دیکھ کر تو مرد بھی یونہی لمحہ بھر کو ساکت رہ جاتے تھے اس نے ہزاروں نگاہوں کو خود پر ساکت ہوتے دیکھا تھا' تعریفی و ستائشی اور رشک بھرے انداز میں مگر وہ خود بھی اسے دیکھنے لگا کہ وہ بہت خوبصورت تھی مگر اس کی آنکھیں بے حد حسین تھیں لیکن اس وقت جو چمک سی تھی اس نے تو اسے چونکایا تھا وہ اس سب سے بہت جلد باہر نکل آیا اور اس کی سائیڈ سے نکلنے لگا' آس پاس گاڑیاں کھڑی تھیں اس لئے راستہ اتنا زیادہ نہ تھا اور وہ بڑی عجلت میں بھی آگے بڑھا تھا' اس کے ہاتھ کی پشت عنائزہ کے ہاتھ کی پشت سے ٹکرائی تھی جہاں اس کا الوژن تو نہ تھا ہیں اس کے اتنے ذرا سے لمس پر اس کے دل کی دنیا زیر و زبر ہو کر رہ گئی جبکہ وہ مضبوط قدم اٹھاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا اور اس نے اس کی پشت کو نظر بھر کر دیکھا' آنکھیں بند کیں اور دل میں کہا۔

"کاش! کہ یہ خوبرو شخص میرا ہو جائے"۔ اور اپنی سوچ پر مسکاتی آنکھیں کھولتی اندر کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ دونوں اسی کے منتظر تھے' عنائزہ پہلی ہی نظر کے وار میں گھائل ہوتی محبت کی مسافر بن گئی تھی اور اس کی کھوئی کھوئی کیفیت سب ہی نے محسوس کی تھی اور جب وہ عنادل کے مہندی لگانے بیٹھی تو عنادل نے اس سے پوچھ لیا۔

"عنائزہ! بات کیا ہے؟ میں کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم کافی کھوئی کھوئی ہو اور آپ ہی آپ مسکراتی رہتی ہو"۔ عنائزہ نے بڑی ہی خوبصورتی سے دلکش نقش و نگار اس کے ہاتھوں اور پیروں پر بنائے تھے' عنائزہ خود کو مہندی ایکسپرٹ کہتی تھی اور عنادل آج اس کی اس بات پر ایمان لے آئی تھی وہ کافی تھک گئی تھی لیٹنے لگی تھی کہ عنادل نے اچانک پوچھ لیا تھا پہلے تو وہ مسکرائی اور کچھ توقف کے بعد بولی۔

"آئی ایم ان لو عنادل! آئی ایم ان لو"۔ کہتے ہی رنگ اس کے حسین مکھڑے پر بکھر گئے تھے کہ وہ اس کے مکھڑے سے نگاہ چاہ کر بھی نہ ہٹا سکی۔

"مجھے پیار ہو گیا ہے عنادل"۔

"وہ موصوف ہیں کون.....؟" وہ بالآخر حیرت سے نکل آئی۔

"وہ موصوف ہی جانیں' میں تو بس ان سے ٹکرا گئی تھی' وہ اتنا حسین ہے عنادل! کہ میں بتا نہیں سکتی' میں نے اتنا ڈیشنگ اور چارمنگ مرد اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا' اس کی آنکھیں اتنی خوبصورت تھیں عنادل! لیکن اس کی جھیل سی گہری آنکھوں میں اداسی بہت تھی"۔

"واہ بھئی..... ایک ہی نظر میں اتنا کچھ دیکھ لیا"۔ وہ جوش سے نان اسٹاپ شروع تھی عنادل کی بات اسے جھینپا گئی۔

"ہاں..... وہ تھا ہی اتنا خوبصورت کہ میری نگاہ ہی پلٹنے سے انکاری ہو گئی اف بتا نہیں سکتی عنادل! وہ اپنی

شخصیت کے رعب میں' اپنی مردانہ وجاہت کے سحر میں مجھے جکڑ گیا' میں تو پہلی ہی نگاہ میں بے دل ہو گئی عنادل"

"آر یو سیریس.....؟"

"یس آف کورس..... میں نے تو اسی وقت عالم جذب میں دعا کی تھی کہ کاش وہ خوبرو شخص میرا ہو جائے"۔ وہ بے یقینی سے عنائزہ کو دیکھ رہی تھی' کہتے ہی جذبے و خواہشات اس کے گلابی ان چھوئے چہرے پر بکھریں اس کے حسن کو جیسے جلا بخش رہی تھیں۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئیں؟ ایک انجان شخص سے ٹکرائیں اور جانے کیا کچھ سوچ بیٹھیں نہ اس کے نام سے نہ خاندان سے واقف..... اگر وہ شادی شدہ ہوا تو.....؟"

"اللہ نہ کرے عنادل"۔ وہ جو مزے سے لیٹ گئی تھی یکدم تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ وہ پہلی ملاقات میں ہی میرے لئے کتنا اہم ہو گیا ہے' اس کا نقش نقش میرے ذہن و دل میں نقش ہو کر رہ گیا ہے آنکھیں کھولتی ہوں تو اسی کی صورت' بند کرتی ہوں تو وہی صورت' نکل جاگنے والی رات تھی' 27 ویں شب قدر' جب میں نے دعا کو ہاتھ اٹھائے تو اس سے آگے کچھ مانگ ہی نہ سکی' میری 20 سالہ زندگی میں کوئی پہلا شخص ہے جو میرے ذہن و دل پر چھا گیا ہے' پتہ ہے جب تمہیں رضا بھیا کے نام کی مہندی لگانے بیٹھی تو میرے دل میں صرف یہی خیال تھا کہ کاش..... میری زندگی میں یہ دن آئے تو جب آئے تو صرف اسی شخص کے حوالے سے' اور اس سوچ نے میرے ہاتھ جکڑ لئے اور میں نے اپنے ہاتھوں میں مہندی لگانے کا ارادہ ہی ترک کر دیا کہ جیسے میرے کورے دل پر وہ چہرہ نقش ہو گیا ہے اپنے رنگ چھوڑ گیا ہے' میری کوری ہتھیلیاں صرف اسی شخص کے نام سے رنگی جائیں"۔ عنادل اس کی اتنی شدت پر منہ کھولے' آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی' اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی سی تھی نہ جانے کونسا احساس آنکھیں بھگو گیا۔

"میری دعا ہے عنائزہ! کہ جس شدت سے تم اس شخص کو سوچ رہی ہو' وہ اتنی ہی شدت سے تمہاری طرف محبت کا چاہت کا پیغام لے کر جلد سے جلد آئے' آمین"۔ اس نے بھی خود کو سنبھالتے ہوئے کھنکتے ہوئے لہجے میں پورے دل و یقین کے ساتھ آمین کہا۔

☆
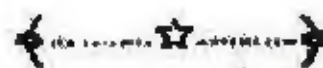
"آ..... آ..... آ..... آپ....." رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنی رحمتیں نعمتیں امت مسلمہ پر نچھاور کرتا رخصت ہو گیا' چاند رات تھی اور بہت ہی سادگی سے صرف چند عزیز و اقارب' دوست احباب کی موجودگی میں رضا خان کے سنگ عنادل خان کی رخصتی کا فریضہ انجام دیا جانے والا تھا' عنائزہ نے پستئی رنگ کی امبرلا فراک پہنی تھی جس کا رسٹ کلر کا ٹراؤزر اور اسی رنگ سے فراک پر ستاروں اور موتیوں سے کام کیا گیا تھا' بالکل لائٹ سے نیچرل میک اپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی' وہ گھر کے اندرونی حصے سے نکلتی سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں کہ مہمانوں کے لئے سارا انتظام چھت پر کیا گیا تھا' کہ باہر سے آتے تقریب کا حصہ بننے کو قدم بڑھاتے شاہد نعمانی سے اپنی عجلت کی وجہ سے ٹکرا گئی تھی' اس کا سر شاہد کے سینے سے ٹکرایا تھا' تکلیف سی محسوس ہوئی تھی مگر اس پر نظر پڑتے ہی تو وہ ساری سدھ بدھ ہی کھو گئی' بلیک ٹو پیس میں اس کی مردانہ وجاہت نمایاں تھی اور وہ اس کو یوں اچانک دیکھنے پر اپنی دھڑکنوں کو ہی شمار کر رہی تھی کہ وہ اسے خوابوں سے حقیقت میں بہت بری طرح سے کھینچ گیا۔

"آپ سائیڈ میں ہو جائیے تاکہ میں یہاں سے جا سکوں"۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی جھلک ہی بھی نہ تھی' وہ جو بے خیالی میں اب تک اس کا بازو تھامے ہوئے تھی ہاتھ کھینچ گئی۔

"آ... آپ...... آپ نے مجھے پہچانا نہیں......؟" ان لفظوں میں اس کی امیدیں ٹوٹی تھیں۔

"نہیں...... میں جانتا ہوں آپ سے فرسٹ ٹائم مل رہا ہوں"۔ اس نے اب کے اسے غور سے دیکھا اس کی جھیل سی براؤن آنکھوں میں نمی تھی۔

"ہم اس دن لاثانیہ ریسٹورنٹ کے باہر ٹکرائے تھے"۔ وہ اس کی آنکھوں سے چونکا تھا اور اس کی بات اسے وہ آدھی شب اپنی پوری جزئیات سے یاد آ گئی مگر اس نے اس پر ظاہر نہ کیا کہ وہ اس کی آنکھوں میں ٹوٹی امید کی کرچیاں دیکھ رہا تھا۔

"مس...... میں جس پروفیشن سے تعلق رکھتا ہوں اس لحاظ سے دن بھر میں کتنی ہی لڑکیوں سے تو شام و شب دوسرے نئے چہروں سے ملتا ہوں ایسے میں کسی ایک کو یاد رکھنا آسان تو نہیں ہے"۔ آنسو رخساروں پر ڈھلکنے لگے۔ وہ ایک کم عمر جذباتی سی لڑکی تھی جبکہ وہ 30 برس کا...... اس نے کتنے ہی لوگوں کو ان کے رویوں کو پرکھا تھا اور وہ لڑکی تو جیسے کھلی کتاب تھی اور وہ جلدی سے آگے بڑھ گیا کہ اس کے پاس تو اسے دینے کو کچھ نہ تھا اور وہ جو یہاں آنا ہی نہیں چاہتا تھا مگر رضا خان کے بہت کہنے پر آیا تھا اب اسے پچھتاوا سا ہوا تھا کہ پنڈال میں پہنچتے ہوئے پہلی نگاہ ہی اس دلہن جوڑے پر پڑی تھی۔ سیاہ رنگ کی حسین سادگی میں وہ آج بھی 8 برس قبل کی طرح دلکش تھی اس کی نگاہ جھکی تھی وقاص نے جسے کچھ دور سے بھی محسوس کیا تھا مگر وہ دوسرے ہی پل پلٹ گیا گہری سانس کھینچ کر خود کو کمپوز کیا اور مضبوط قدم اٹھاتا رضا خان کے پاس آ رکا اس کے ساتھ کھڑے وقاص سے بھی ملا۔

"ابھی جانے کی بالکل بات نہیں کرے گا"۔ اس نے فوراً ہی واپسی کا عندیہ دیا تھا جسے رضا خان نے رد کر دیا تھا اور وہ تینوں کھڑے بات کر رہے تھے کہ بچے کے رونے کی آواز پر ان کی باتوں کا تسلسل کچھ ٹوٹا۔

"وقاص! اسے آپ سنبھال لیں مجھ سے بالکل چپ نہیں ہو رہا"۔ امینہ نے بیٹے کو وقاص کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا کہ رضا کے برابر کھڑے شخص پر نگاہ پڑی اسے لگا کہ وقت کی رفتار تھم گئی ہے اس کی نگاہوں کی بیقراری لبوں کی تھرتھراہٹ وقاص کے ساتھ رضا خان نے بھی محسوس کی جبکہ وہ نگاہ جھکائے کھڑا تھا کہ وہ اب اس کے لئے شجر ممنوعہ تھی اور وہ اپنی محبت رسوا نہیں کر سکتا تھا۔

ایک لمحہ کو تو اسے دیکھ کر شاید دھڑکن بھی رک گئی تھی اور وہ تو خود کو سنبھال ہی گیا تھا مگر وہ چاہ کر بھی خود کو سنبھال نہ سکی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا کہ اس کی نگاہیں اپنے جوتوں پر جمی تھیں مگر وہ اس کی نگاہیں خود پر محسوس کر رہا تھا اسی لئے اسے مشکل سے نکالنے کو رخ ہی بدل گیا اور اس کا الوشن بھی بکھر گیا اور اس نے کسی کو بھی دیکھے بغیر باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے رضا خان نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور وہ چند بے صبری بوندوں کو پوروں پر چنتا اس کی طرف مڑا اور ایک پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی مگر اسے لگا کہ وہ اب وقاص سے شاید نظر نہ ملا سکے مگر وقاص نے بہت نارمل انداز میں گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑا جہاں سے ٹوٹا تھا اور وہ اس کی اعلیٰ ظرفی کا دل ہی دل میں معترف ہو گیا کہ زبان سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا اس کے بعد امینہ لوٹ کر نہیں آئی جبکہ کھانا کھل گیا تھا اور تصاویر بن رہی تھیں اور وہ امینہ کی وجہ سے ڈسٹرب ہو چکا تھا مزید اسے عنائزہ کی آنکھوں نے ڈسٹرب کر دیا کہ پوری محفل میں وہ اسی پر نگاہ جمائے بیٹھی تھی اور اب عنادل کے برابر بیٹھی اسے جوش سے بتا رہی تھی اور وہ کچھ فاصلے پر موجود سوفٹ ڈرنک کے گھونٹ بھرتا صاف محسوس کر رہا تھا کہ وہ اسی کے متعلق بات کر رہی ہے کہ اس نے سادگی بھولپن یا بے وقوفی میں ایک سے 3 دفعہ اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔

"عنادل! مجھے میرا پرنس دوبارہ ٹکرا گیا ہے اس کی نگاہوں میں میرے لئے پہچان نہیں ہے مگر میں پھر بھی بہت خوش

ہوں اور وہ سامنے ذرا نظر اٹھا کر میرے پرنس کو دیکھو تو تمہیں میری دیوانگی کا یقین آ جائے تو کہنا"۔ وہ اپنے جوش میں عنادل کے برابر بیٹھے رضا خان کو بھی فراموش کر گئی تھی اور وہ کہہ تو مدھم لہجے میں رہی تھی مگر وہ ان کے قریب ہی تھا اس لئے اس کی آواز بخوبی اس تک بھی پہنچ رہی تھی۔

"اب نظر اٹھا کر دیکھ بھی لو بعد میں مت کہنا کہ میں نے تمہیں اپنے پرنس سے ملایا نہیں"۔ اب کہ اس نے عنادل کے بازو میں چٹکی کاٹی تھی اور وہ سی کر کے نظر اٹھانے پر مجبور ہو گئی۔

"یہ تمہارے پرنس مگر کیا تم انہیں جانتی ہو آئی مین یہ کل تم رضا بھیا کے ساتھ رہے ہیں تو کیا یہ بھیا کے دوست ہیں اور جلدی سے بتاؤ نام کیا ہے کہاں رہتے ہیں؟" وہ دوبارہ شروع ہو گئی اور اب کے اس نے کن اکھیوں سے رضا خان کو دیکھا اور وہ جو اس سب پر حیران تھا یکدم بول پڑا۔

"تم سیریس ہو عنائزہ؟" پہلے تو وہ گڑبڑائی پھر اثبات میں سر ہلا گئی کہ رضا کے سامنے اس کی بولتی بند ہو جاتی تھی۔

"اگر میں شاہد سے بات کروں تو تم کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟" اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے شاہد نعمانی کو دیکھ عنائزہ کو دیکھا اور کچھ سوچ کر پوچھا۔

"نہیں رضا بھیا! مجھے تو لگے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سن لی ہیں"۔ وہ اعتماد سے بولی اس کی بھوری آنکھوں میں ان گنت سپنے تھے۔

"تمہاری محبت کا قرض تھا مجھ پر شاہد نعمانی! جو اس طرح اتار سکتا ہوں اور عنائزہ یقیناً تمہارے دل میں اپنی محبت سے جگہ بنا لے گی"۔ اس نے محبت سے لو دیتی عنائزہ کی جگمگاتی آنکھوں کو دیکھ کر دل میں کہا اور اٹھ گیا۔

"عنائزہ! لیکن وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں کیا تم پھر بھی ان سے شادی کرنا چاہو گی؟" عنادل کی بات اس کی ہنسی ہی اڑا گئی اس نے یکدم بھیگ جانے والی پلکیں اٹھا کر قدرے فاصلے پر موجود شخص کو دیکھا۔

"ہاں عنادل! کہ میں ان خوبصورت سیاہ آنکھوں کی اداسی مٹا دینا چاہتی ہوں وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے مگر میں صرف ان سے محبت کرتی ہوں اور محبت کے لئے کاسہ پھیلانا نہیں پڑتا کہ محبت دلوں میں اپنی جگہ خود بنا لیتی ہے"۔

وہ مطمئن تھی چاند رات کسی کے لئے ملن تو کسی کے لئے امید بھرا انتظار لے کر آئی تھی عنادل کو اس کی خوشیاں مل گئی تھیں وہ رضا خان کے ساتھ محبتوں بھرا اپنا جیون شروع کرنے جا رہی تھی اور عنائزہ شاہد نے محبت کی طرف پہلا قدم بڑھا دیا تھا یہ عید تو اس کی انتظار کی نذر ہو رہی تھی مگر آنے والی عیدیں اسے یقین تھا کہ وہ اپنی محبت اپنے شاہد نعمانی کے ساتھ منائے گی عنائزہ پر امید ہے دل سے دعاگو بھی ہے اور ہمیں بھی عنائزہ کے ملن کی دعا کرنی ہے کہ شاہد نعمانی کی تقدیر ایک دفعہ پھر رضا خان کی تدبیر کے آگے مات کھا جائے عنائزہ کو اس کی محبت مل جائے آمین۔

اس نے میری ذات کو بے حد نوازا ہے
خدائے برگ وگل کے سامنے میں

وہ میں ہوں
سراپا شکر ہوں
اس نے مجھے اتنا کچھ دے دیا
لیکن!
تجھے دے دے تو جانوں!

☆